بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadr.in

جلد 72

شمارہ 44-45

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈیا
80 ڈالرامریکن
یا 60 یورو

17-24/ ربیع الثانی 1445 ہجری قمری ● 2-9/ نبوت 1402 ہجری شمسی ● 2-9/ نومبر 2023ء

ارشاد باری تعالیٰ

قَالَ هٰذَا رَحۡمَةٌ مِّنۡ رَّبِّیۡ ۚ
فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ رَبِّیۡ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ
وَكَانَ وَعۡدُ رَبِّیۡ حَقًّا

(سورۃ الکہف:99)

ترجمہ: اُس نے کہا یہ میرے ربّ کی رحمت ہے۔ پس جب میرے ربّ کا وعدہ آئے گا تو وہ اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا اور یقیناً میرے ربّ کا وعدہ سچا ہے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیروعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 3/نومبر 2023 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

مخلوقِ الٰہی کی ہمدردی ایک ایسی شے ہے جو ایمان کا دُوسرا جزو ہے جس کے بدُوں ایمان کامل اور راسخ نہیں ہوتا

مال کی کوئی خصوصیت نہیں ہے، جو کچھ اللہ تعالیٰ نے کسی کو دیا ہے
وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرے، مقصود اس سے یہ ہے کہ انسان اپنے بنی نوع کا ہمدرد اور معاون بنے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت

مَیں پھر اصل بات کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ دولتمند اور متموّل لوگ دین کی خدمت اچھی طرح کر سکتے ہیں۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ (البقرۃ:4) متقیوں کی صفت کا ایک جزو قرار دیا ہے۔ یہاں مال کی کوئی خصوصیت نہیں ہے، جو کچھ اللہ تعالیٰ نے کسی کو دیا ہے، وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ مقصود اس سے یہ ہے کہ انسان اپنے بنی نوع کا ہمدرد اور معاون بنے۔ اللہ تعالیٰ کی شریعت کا انحصار دو ہی باتوں پر ہے۔ تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ۔ پس مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ میں شفقت علیٰ خلق اللہ کی تعلیم ہے۔ دینی خدمات کیلئے متمول لوگوں کو بڑے بڑے موقع مل جاتے ہیں۔

ایک دفعہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روپیہ کی ضرورت بتلائی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر کا کل اثاث البیت لے کر حاضر ہو گئے۔ آپؐ نے پوچھا ابوبکر! گھر میں کیا چھوڑ آئے تو جواب میں کہا کہ اللہ اور رسول کا نام چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نصف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا عمر! گھر میں کیا چھوڑ آئے تو جواب دیا کہ نصف۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر و عمر کے فعلوں میں جو فرق ہے، وہی اُن کی مراتب میں فرق ہے۔

دنیا میں انسان مال سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے اسی واسطے علمِ تعبیر الرؤیاء میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دیکھے کہ اس نے جگر نکال کر کسی کو دیا ہے تو اس سے مُراد مال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حقیقی اتقاء اور ایمان کے حصول کیلئے فرمایا: لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ (آل عمران:93) حقیقی نیکی کو ہرگز نہ پاؤ گے جب تک کہ تم عزیز ترین چیز خرچ نہ کرو گے، کیونکہ مخلوقِ الٰہی کے ساتھ ہمدردی اور سلوک کا ایک بڑا حصہ مال کے خرچ کرنے کی ضرورت بتلاتا ہے اور ابنائے جنس اور مخلوقِ الٰہی کی ہمدردی ایک ایسی شے ہے جو ایمان کا دُوسرا جزو ہے جس کے بدُوں ایمان کامل اور راسخ نہیں ہوتا۔ جب تک انسان ایثار نہ کرے، دُوسرے کو نفع کیونکر پہنچا سکتا ہے۔ دُوسرے کی نفع رسانی اور ہمدردی کیلئے ایثار ضروری شے ہے اور اس آیت لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ میں اسی ایثار کی تعلیم اور ہدایت فرمائی گئی ہے۔

پس مال کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی انسان کی سعادت اور تقویٰ شعاری کا معیار اور محک ہے۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں للّٰہی وقف کا معیار اور محک وہ تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ضرورت بیان کی اور وہ کل اثاث البیت لے کر حاضر ہو گئے۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 497، مطبوعہ 2018 قادیان)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

راستے کا حق

(2465) حضرت بوسعیدؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: دیکھنا راستوں پر نہ بیٹھنا۔ صحابہؓ نے کہا: ہمیں تو اس سے چارہ ہی نہیں۔ وہی ہمارے بیٹھنے کی جگہیں ہیں جہاں ہم آپس میں بات چیت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اگر انہیں بیٹھکیں ہی بنانا ہے تو پھر راستے کو جو اس کا حق ہے، دو۔ انہوں نے پوچھا: راستے کا حق کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: نگاہ نیچے رکھنا اور تکلیف دِہ شیٔ دُور کرنا اور سلام کا جواب دینا، بھلی بات کا حکم دینا اور ناپسندیدہ بات سے روکنا۔

پیاسے جانور کو پانی پلانے کا ثواب

(2466) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ایک بار ایک شخص راستہ میں جا رہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی۔ اس نے ایک کنواں پایا۔ اس میں اترا اور پانی پیا۔ پھر باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک کتّا ہے جو ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے کیچڑ چاٹ رہا ہے۔ اس شخص نے خیال کیا کہ اس کتّے کو بھی پیاس سے وہی تکلیف ہے جو مجھے پہنچی تھی۔ وہ کنوئیں میں اُترا اور اپنا موزہ پانی سے بھرا اور اس کتّے کو پانی پلایا۔ اللہ نے اسکی اس نیکی کی قدر کی اور اس کے گناہوں کی پردہ پوشی فرماتے ہوئے اس سے درگزر کیا۔ صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ! اور ہمیں ان بے زبان چوپایوں کی وجہ سے بھی ثواب ملے گا؟ آپؐ نے فرمایا: ہر تازہ جگر (جاندار مخلوق) کی وجہ سے ثواب ہوگا۔

(صحیح بخاری، جلد 4، کتاب المظالم، مطبوعہ 2008 قادیان)

اس شمارہ میں

اداریہ
جماعت احمدیہ مسلمہ پر اخبار منصف کے اعتراضات کا جواب

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 13/اکتوبر 2023 (مکمل متن)

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 20/اکتوبر 2023 (مکمل متن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

رپورٹ دورہ حضور انور ایدہ اللہ (جرمنی 2023)

ممبران مجلس خدام الاحمدیہ سنگاپور کی حضور سے ملاقات

اعلان نکاح از حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب | خلاصہ خطبہ جمعہ

محمدیؐ کمالات کی بلندی کو موسوی کمالات نہیں پہنچ سکتے

حضرت موسیٰؑ جلد سوال کرنے لگ جاتے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہتے
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہی آپؐ پر ہر بات ظاہر کرتا اور یہی فرق دونوں کی امتوں میں تھا

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ الکہف کی آیت نمبر 68 قَالَ اِنَّكَ لَنۡ تَسۡتَطِیۡعَ مَعِیَ صَبۡرًا کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس آیت میں گویا لن ترانی والے مضمون کو بیان کیا گیا ہے کہ محمدیؐ کمالات کی بلندی کو موسوی کمالات نہیں پہنچ سکتے۔ اور بتایا ہے کہ محمدیؐ قوم کا صبر اَور مرتبہ رکھتا ہے اور موسوی قوم کا صبر اَور مرتبہ رکھتا ہے۔ جن ابتلاؤں اور مشکلات کا مسلمانوں نے مقابلہ کیا، موسوی سلسلہ کے لوگ وہاں آ کر رہ گئے۔ اس میں اس طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ گو مسیحی سلسلہ کے لوگوں نے ایک لمبے عرصہ تک مشکلات برداشت کیں مگر وہ مشکلات جسمانی تھیں، علمی آزمائشیں نہ تھیں۔ علمی مشکلات کا وہ مقابلہ نہیں کر سکے۔ چنانچہ خود حضرت مسیحؑ شاکی رہے کہ میرے مقام کو کوئی نہیں سمجھا۔ حتیٰ کے انجیل میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ مسیحؑ نے اپنی فلسطینی زندگی کے آخری سال میں جبکہ صلیب کا واقعہ قریب تھا، اپنے سب سے مقرب شاگرد پطرس سے پوچھا کہ لوگ مجھے کیا سمجھتے ہیں؟ اور جب انہوں نے بتایا کہ میں تو آپ کو مسیح سمجھتا ہوں تو وہ بہت خوش ہوئے (متی باب 16 آیت 18، 19) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اور تو اور حواری بھی انکو مسیح ماننے کیلئے تیار نہ تھے، صرف ایک معمولی نبی سمجھتے تھے۔ پس پطرس کے ایمان کو دیکھ کر انکو خوشی ہوئی۔

اس آیت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰؑ کی طبیعتوں کا بھی مقابلہ ہے۔ حضرت

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

”مجھ کو کافر کہہ کے اپنے کفر پر کرتے ہیں مہر
یہ تو ہے سب شکل ان کی ہم تو ہیں آئینہ دار“

(منظوم کلام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام)......(12)

جماعت احمدیہ مسلمہ پر اخبار ’منصف‘ حیدرآباد کے اعتراضات کا جواب

گزشتہ گیارہ شماروں سے ہم اخبار ”منصف“ حیدرآباد کے، بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام پر اعتراضات کا جواب دے رہے ہیں۔ اعتراضات کی تفصیل اور اسکا پس منظر 17 اگست کے شمارہ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ منصف کا ایک اعتراض یہ ہے کہ :

”خود قادیانی ہم مسلمانوں کو مسلمان نہیں مانتے، گویا کہ انکی نظر میں ہم مسلمان کافر ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب تذکرہ صفحہ نمبر 519 پر یہ فتویٰ دیتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مؤاخذہ ہے۔“

اس کے جواب میں سب سے پہلے ہم بتا دینا چاہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اُمت محمدیہ میں مبعوث ہونے والے مسیح اور مہدی کو ایک ہی وجود قرار دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ”لَا الْمَھْدِیُّ اِلَّا عِیْسٰی“ کہ عیسیٰ کے سوا اور کوئی مہدی نہیں۔ یعنی عیسیٰ ہی مہدی ہیں۔ بزرگان اُمت نے آنے والے مسیح و مہدی کا مقام بہت ہی عظیم الشان بیان فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ امام مہدی و مسیح موعود آنحضرت ﷺ کا ظلِ کامل، بروزِ کامل، مظہرِ کامل ہوگا اور یہ کہ اُس کا آنا دراصل محمدؐ کا آنا ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق وہ اُمتی نبی ہوگا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے آپؑ کو چار دفعہ نبی اللہ کہا ہے۔ دیکھیں مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجّال وصفتہ ومامعہ۔ سورۃُ الصّف میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کے تمام ادیان پر غالب آنے کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ علماء اسلام کا یہ کہنا ہے کہ اسلام کو یہ غلبہ امام مہدی کے ذریعہ سے ملے گا۔ چنانچہ تفسیر ابن جریر میں لکھا ہے : ھٰذَا عِنْدَ خُرُوْجِ الْمَھْدِیِّ یعنی سورۃ الصّف میں جس غلبے کا ذکر ہے وہ امام مہدی کے زمانے میں اس کے ذریعہ سے ہوگا۔ اور تفسیر جامع البیان میں لکھا ہے وَذٰلِكَ عِنْدَ نُزُوْلِ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ کہ یہ غلبہ اُس وقت ہوگا جب عیسیٰ ابن مریم نازل ہونگے۔ اسی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے تاکید فرمائی کہ جب تم اسے دیکھو تو اس کی بیعت کرنا۔ آپؐ نے فرمایا: فَاِذَا رَاَیْتُمُوْہُ فَبَایِعُوْہُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَی الثَّلْجِ فَاِنَّہٗ خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ الْمَھْدِیُّ۔ پس ایسی ہستی جس کا آنا آنحضرت ﷺ کا آنا ہے، جو اُمتی نبی ہوگا، جس کے ذریعہ سے اسلام کو پوری دُنیا میں تمام مذاہب پر غلبہ حاصل ہوگا، جس کی بیعت کرنے کی آنحضرت ﷺ نے تاکید فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ اُسے میرا اسلام پہنچانا، اُس کا انکار کرنے والا کافر ہوگا یا نہیں؟ اور اس کا انکار آنحضرت ﷺ کا انکار ہوگا یا نہیں؟ اگر ایک عظیم الشان مامور اور مرسل کا انکار کر کے انسان مسلمان کا مسلمان ہی رہا تو اس کی بعثت کا پھر فائدہ کیا ہوا؟ حکومت کے ایک ادنیٰ چپڑاسی کا حکم ماننا بھی ضروری ہوتا ہے تو پھر ایک عظیم الشان مامور اور مرسل کا ماننا کیوں ضروری نہیں ہے جبکہ آنحضرت ﷺ نے اس کی بیعت کا حکم فرمایا اور جس کی آمد کا امّت چودہ سو سال سے انتظار کر رہی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے امام مہدی کا انکار کرنے والے کو ایسا ہی قرار دیا ہے جیسا کہ اُس نے آنحضرت ﷺ کا اور آپؐ پر نازل ہونے والی شریعت قرآن کریم کا انکار کر دیا۔ ملاحظہ فرمائیں :

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَنْکَرَ خُرُوْجَ الْمَھْدِیِّ فَقَدْ اَنْکَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ

(ینابیع المودۃ الباب الثامن والسبعون از علامہ الشیخ سلیمان بن الشیخ ابراہیم المتوفی 1294ء)

ترجمہ :: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مہدی کے ظہور کا انکار کیا اس نے ان کا انکار کر دیا جو محمد ﷺ پر نازل ہوئیں۔

اخبار ”منصف“ حیدرآباد کے ایڈیٹر پر اب یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی ہوگی کہ امام مہدی کا انکار کر کے مسلمان مسلمان نہیں رہتا کیونکہ امام مہدی کا انکار اُس کا انکار ہے جس نے امام مہدی کے آنے کی خبر دی ہے۔

اہل حدیث کے مستند اور مسلمہ بزرگ یہ فتویٰ تحریر کر چکے ہیں کہ :

”مَنْ کَذَّبَ بِالْمَھْدِیِّ فَقَدْ کَفَرَ“

(حجج الکرامہ صفحہ 351، از نواب صدیق حسن خان بھوپالی، مطبع شاہجہان پریس بھوپال)

کہ جس نے مہدی کی تکذیب کی اس نے یقینا کفر کیا۔

نواب نورالحسن خان آف بھوپال لکھتے ہیں :

”جو کوئی......تکذیبِ مہدی کرے گا وہ کافر ہو جائے گا۔“

(اقتراب الساعۃ صفحہ 100، مصنفہ نواب نورالحسن خان صاحب)

اخبار ”منصف“ حیدرآباد کے ایڈیٹر یہ کہیں گے کہ ہم نے امام مہدی کا کب انکار کیا؟ ہم تو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کا انکار کرتے ہیں۔ سو واضح ہو کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہی وہ مسیح اور مہدی ہیں جن کی آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ وگرنہ آپؑ کے سلسلہ کو اللہ تعالیٰ تباہ و برباد کر کے رکھ دیتا۔ مسلمانوں اور اُنکے علماء نے اس سلسلہ کو تباہ کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر یہ سلسلہ اتنا ہی پھلتا اور پھولتا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی جو تائید و نصرت آپؑ کو حاصل رہی اس سے صاف پتا چلتا ہے کہ آپؑ سچے مسیح اور مہدی ہیں۔ آج پوری دُنیا میں اللہ کے فضل سے یہ سلسلہ پھیل گیا ہے اور جماعت احمدیہ دِن رات اسلام کی تبلیغ واشاعت میں مصروف ہے۔

اگر مَیں صادق نہ ہوتا تو کیا وجہ کہ ہر ایک جگہ اور ہر ایک موقعہ میں خدا تعالیٰ کاذب کی ہی حمایت کرتا رہا اور جو صادق کہلاتے تھے ہر ایک میدان میں اُنکا مُنہ کالا ہوتا رہا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام محمد حسین بٹالوی کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں :

اگر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا تو میرے تباہ کرنے کے لئے آپ کی کوششوں کی ضرورت نہ تھی۔ میں خود اپنے افترا اور شامتِ اعمال سے تباہ ہو جاتا۔ یہ بات عقلِ سلیم قبول نہیں کر سکتی کہ ایک مفتری کو ایک ایسی لمبی مہلت دی جائے کہ جو آنحضرت ﷺ کے زمانۂ بعثت سے بھی زیادہ ہو کیونکہ اِس طرح پر امان اُٹھ جاتا ہے اور کوئی مابہ الامتیاز صادق اور کاذب میں قائم نہیں رہتا۔ بھلا اس بات کا تو جواب دو کہ جب سے میں نے دعویٰ کیا ہے کس قدر مقدمے میرے خلاف فوجداری میں اٹھائے گئے اور کوشش کی گئی کہ مجھے ماخوذ کرائیں اور آپ نے ایسے مقدمات کی تائید میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ مگر کیا کسی مقدمہ میں آپ یا آپ کا گروہ فتح یاب بھی ہوا؟ اگر مَیں صادق نہ ہوتا تو کیا وجہ کہ ہر ایک جگہ اور ہر ایک موقعہ میں خدا تعالیٰ کاذب کی ہی حمایت کرتا رہا اور جو صادق کہلاتے تھے ہر ایک میدان میں اُن کا مُنہ کالا ہوتا رہا۔ بددعائیں کرتے کرتے سجدوں میں اُن کی ناک گھس گئی مگر دن بدن خدا میری مدد کرتا رہا اور میرے مقابل پر ان کی کوئی دُعا قبول نہ ہوئی......اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ وہ میری مدد کرے گا اور وہ مجھے ہرگز ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ اگر تمام دنیا میری مخالفت میں درندوں سے بدتر ہو جائے تب بھی وہ میری حمایت کرے گا۔ مَیں نامرادی کے ساتھ ہرگز قبر میں نہیں اُتروں گا کیونکہ میرا خدا میرے ہر قدم میں میرے ساتھ ہے اور مَیں اس کے ساتھ ہوں۔ میرے اندرون کا جو اُس کو علم ہے کسی کو بھی علم نہیں۔ اگر سب لوگ مجھے چھوڑ دیں تو خدا ایک اور قوم پیدا کرے گا جو میرے رفیق ہوں گے۔ نادان مخالف خیال کرتا ہے کہ میرے مکروں اور منصوبوں سے یہ بات بگڑ جائے گی اور سلسلہ درہم برہم ہو جائے گا مگر یہ نادان نہیں جانتا کہ جو آسمان پر قرار پا چکا ہے زمین کی طاقت میں نہیں کہ اس کو محو کر سکے۔ میرے خدا کے آگے زمین و آسمان کانپتے ہیں۔ خدا وہی ہے جو میرے پر اپنی پاک وحی نازل کرتا ہے اور غیب کے اسرار سے مجھے اطلاع دیتا ہے۔ اُس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ اور ضروری ہے کہ وہ اس سلسلہ کو چلاوے اور بڑھاوے اور ترقی دے جب تک وہ پاک اور پلید میں فرق کر کے نہ دکھلا دے۔ ہر ایک مخالف کو چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو اِس سلسلہ کے نابود کرنے کے لئے کوشش کرے اور ناخنوں تک زور لگاوے اور پھر دیکھے کہ انجام کار وہ غالب ہوا یا خدا۔ پہلے اس سے ابوجہل اور ابولہب اور ان کے رفیقوں نے حق کے نابود کرنے کے لئے کیا کیا زور لگائے تھے مگر اب وہ کہاں ہیں۔ وہ فرعون جو موسیٰ کو ہلاک کرنا چاہتا تھا اب اس کا کچھ پتہ ہے؟ پس یقینا سمجھو کہ صادق ضائع نہیں ہو سکتا وہ فرشتوں کی فوج کے اندر پھرتا ہے۔ بدقسمت وہ جو اُس کو شناخت نہ کرے۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم رُوحانی خزائن جلد 21 صفحہ 293)

عظیم الشان نصرت وتائیدات سماویہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جب سلسلہ الہامات کا شروع ہوا تو اُس زمانہ میں مَیں جوان تھا اب میں بوڑھا ہوا اور ستر سال کے قریب عمر پہنچ گئی اور اُس زمانہ پر قریباً پینتیس سال گزر گئے، مگر میرا خدا ایک دن بھی مجھ سے علیحدہ نہیں ہوا۔ اُس نے اپنی پیشین گوئیوں کے مطابق ایک دُنیا کو میری طرف جھکا دیا۔ میں مفلس نادار تھا، اُس نے لاکھوں روپے مجھے عطا کئے اور ایک زمانہ دراز فتوحات مالی سے پہلے مجھے خبر دی اور ہر ایک مباہلہ میں مجھ کو فتح دی اور صدہا میری دعائیں منظور کیں اور مجھ کو وہ نعمتیں دیں کہ میں شمار نہیں کر سکتا۔ پس کیا یہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اس قدر فضل اور احسان ایک شخص پر کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اُس پر افترا کرتا ہے جبکہ مَیں میرے مخالفوں کی رائے میں تیس بتیس برس سے خدا تعالیٰ پر افترا کر رہا ہوں اور ہر روز رات کو اپنی طرف سے ایک کلام بناتا ہوں اور صبح کہتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے اور پھر اس کی پاداش میں خدا تعالیٰ کا مجھ سے یہ معاملہ ہے کہ وہ جو اپنے زعم میں مومن کہلاتے ہیں اُن پر مجھے فتح دیتا ہے اور مباہلہ کے وقت میں اُن کو میرے مقابل پر ہلاک کرتا ہے یا ذلّت کی مار سے پامال کر دیتا ہے اور اپنی پیشین گوئیوں کے مطابق ایک دُنیا کو میری طرف کھینچ رہا ہے اور ہزاروں نشان دکھلاتا ہے اور اسقدر ہر ایک میدان میں اور ہر ایک پہلو سے اور ہر ایک مصیبت کے وقت میں میری مدد کرتا ہے کہ جبتک اُسکی نظر میں کوئی صادق نہ ہو ایسی مدد اُسکی وہ کبھی نہیں کرتا اور نہ ایسے نشان اُس کیلئے ظاہر کرتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی رُوحانی خزائن جلد 22 صفحہ 461)

کافر کہنے میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کبھی پہل نہیں کی۔ آپؑ نے کبھی کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہا۔ مسلمان علماء نے پہلے آپؑ پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ ایک مامور اور مرسل اور ایک سچے اور پکے مسلمان پر کفر کا فتویٰ لگا کر وہ خود ہی حدیث کی رُو سے کافر ہو گئے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کی جماعت کیلئے ممکن نہ تھا کہ سرورِ کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حدیث اور آپؐ کے ارشاد کے برخلاف اپنا عقیدہ اور عمل رکھتی۔ پس جو شاہنشاہِ عالم ﷺ کے فرمان کی رُو سے کافر ہو گیا ہم اُس کو مسلمان کیونکر کہیں۔ اخبار منصف کے ایڈیٹر نے جو اعتراض کیا ہے کہ ”قادیانی ہم مسلمانوں کو مسلمان نہیں مانتے“ اس کا تفصیلی جواب ہم انشاء اللہ آئندہ شمارہ میں دیں گے۔ وباللہ التوفیق۔

(منصور احمد مسرور)

......☆......☆......

خطبہ جمعہ

ہمارے پاس تو دعا ہی کا ہتھیار ہے اسے ہر احمدی کو پہلے سے بڑھ کر استعمال کرنا چاہئے

حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کے بعد فرمایا

تم مجھے رؤیا میں دو مرتبہ دکھائی گئی قبل اس کے کہ میں تم سے شادی کرتا، میں نے فرشتے کو دیکھا اس نے تمہیں ریشم کے ایک ٹکڑے میں اٹھایا ہوا تھا

اصولی بات یہ ہے کہ عائشہؓ کی جب شادی ہوئی تو عمر کے اعتبار سے کسی بھی قسم کی کوئی انوکھی بات نہیں تھی کہ وہاں کے لوگوں کے درمیان کوئی سوال یا اعتراض پیدا ہوتا

’’حضرت عائشہؓ کا نو سالہ ہونا تو صرف بے سرو پا اقوال میں آیا ہے، کسی حدیث یا قرآن سے ثابت نہیں‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ میری سب بیٹیوں سے زینب افضل ہے کہ اس کو میری وجہ سے تکلیف پہنچی

اسلام تو جنگی حالات میں بھی عورتوں، بچوں اور کسی طرح بھی جنگ میں حصہ نہ لینے والوں کے قتل کی اجازت نہیں دیتا
اور اس بات کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی سختی سے ہدایت بھی فرمائی ہے

اگر حقیقی انصاف قائم کیا جاتا تو یہ باتیں نہ ہوتیں، اگر بڑی طاقتیں اپنے دوہرے معیار نہ رکھتیں یا نہ رکھیں
تو اس قسم کی بدامنی اور جنگیں دنیا میں ہو ہی نہیں سکتیں، پس ان دوہرے معیاروں کو ختم کرو تو جنگیں خود بخود ختم ہو جائیں گی

ایسے حالات میں مسلمان ملکوں کو کم از کم ہوش کے ناخن لینے چاہئیں، اپنے اختلافات مٹا کر اپنی وحدت کو قائم کرنا چاہئے

ایک ہوں گے، وحدت ہوگی تو آواز میں بھی طاقت ہوگی ورنہ معصوم مسلمانوں کی جانوں کے ضائع ہونے کے یہ لوگ ذمہ دار ہوں گے، مسلمان حکومتیں ذمہ دار ہوں گی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے اور یہ ان طاقتوں کا کام ہے رکھیں کہ ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کرو

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی کی حکمت، شادی کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر پر اٹھائے جانے والے اعتراضات کا تنقیدی جائزہ، حضرت زینبؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ کے واقعہ کی تفصیلات

اسرائیل، فلسطین جنگ کے تناظر میں دعا کی تحریک اور عالمی راہنماؤں کو نصائح

مکرم ڈاکٹر بشیر احمد خان صاحب آف یوکے کی نماز جنازہ حاضر اور مکرمہ وسیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر شفیق سہگل صاحب (سابق امیر ضلع ملتان) کا جنازہ غائب، مرحومین کا ذکر خیر

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 13 /اکتوبر 2023ء بمطابق 13 /اخاء 1402 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر دارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ-
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ○ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ○
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۬ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ○

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بعض واقعات جو بدر کے موقع پر یا اس کے فوری بعد کے تھے ان کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ ان واقعات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عائشہؓ سے شادی کا بھی ذکر ہے۔ اس لیے یہاں یہ بیان کر دیتا ہوں۔ ام المومنین حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد ایک دن حضرت عثمان بن مظعونؓ کی بیوی خولہ بنت حکیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا آپؐ شادی نہیں کرنا چاہتے۔ آپؐ نے پوچھا کس سے؟ کہتی ہیں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں تو کنواری سے بھی کر سکتے ہیں اور آپؐ کا ارادہ بیوہ سے شادی کا ہو تو ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ کنواری کون ہے؟ تو بتایا گیا کہ عائشہ بنت ابوبکر۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ بیوہ کون ہے؟ عرض کی کہ وہ سودہ بنت زمعہ ہے۔ وہ آپؐ پر ایمان لا چکی ہیں اور آپؐ کی اتباع بھی اختیار کر چکی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خولہؓ سے فرمایا: جاؤ اور ان دونوں کے گھر والوں سے میرے متعلق بات کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت ملنے پر حضرت خولہؓ وہاں سے نکلیں اور پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر حضرت عائشہؓ کے رشتے کی بات کرنے کیلئے گئیں۔ گھر پر حضرت ابوبکرؓ تو موجود نہیں تھے البتہ ان کی اہلیہ حضرت ام رومانؓ موجود تھیں۔ حضرت خولہؓ نے ان سے بات کی اور مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہنے لگیں کہ ام رومان! اللہ عزّ وجل نے آپ کو کتنی زبردست خیر و برکت سے نوازا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ وہ خیر و برکت کیا ہے؟ حضرت خولہؓ نے بتایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ سے نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے۔ ام رومان نے کہا کہ پھر ابوبکرؓ کے آنے کا انتظار کرو۔ کچھ دیر انتظار کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ گھر تشریف لے آئے تو حضرت خولہؓ ان سے بھی وہی کچھ کہتی ہیں جو ام رومان سے کہا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے استفسار کیا کہ خولہ یہ تو بتاؤ کہ وہ خیر و برکت ہے کیا؟ حضرت خولہؓ نے بتایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے۔ میں آپؐ کی طرف عائشہ سے نکاح کا پیغام لے کر آئی ہوں۔ یہ سن کے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ کیا عائشہ سے آپؐ کا نکاح ٹھیک ہے؟ آپؐ کے بھائی کی بیٹی ہے۔ ان کو خیال آیا تو حضرت خولہؓ واپس گئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپؐ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی یہ بات عرض کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واپس جا کے ان سے کہو میں اسلام میں تمہارا بھائی ہوں اور تم میرے بھائی ہو۔ تمہاری بیٹی سے میرا نکاح ہو سکتا ہے۔ شرعاً تو اس میں کوئی عذر نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت خولہؓ واپس گئیں اور حضرت ابوبکرؓ سے یہ بات کی تو انہوں نے کہا کہ انتظار کرو۔

وہ باہر نکل گئے۔ حضرت ام رومانؓ نے کہا مطعم بن عدی نے اپنے بیٹے کا عائشہ کیلئے ذکر کیا تھا۔ اللہ کی قسم! ابوبکر نے کبھی کوئی عہد نہیں کیا جس کی انہوں نے عہد شکنی کی ہو۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ مطعم بن عدی کے پاس گئے اور اس کے پاس اس کی بیوی ام الفتیٰ بھی تھی۔ اس خاتون نے کہا اے ابن قحافہ! اگر ہم تمہارے ہاں اپنے بیٹے کی شادی کر دیں تو ہو سکتا ہے کہ تم اسے اپنے اس دین میں داخل کر لو جس میں تم ہو۔ حضرت ابوبکرؓ نے مطعم بن عدی سے کہا کہ کیا تم بھی اس طرح کہتے ہو؟ میاں بیوی دونوں سے پوچھا۔ اس نے کہا کہ جیسا اس نے کہا ہے وہی میں بھی کہتا ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ مطعم کے پاس سے آئے اور اللہ نے ان کے دل سے اس وعدہ کے بارے میں سب انقباض دُور کر دیا۔ جب اس نے یہ بات کر دی کہ ہمارا بیٹا اب مسلمان تو نہیں ہو سکتا تو پھر وہ رشتہ ختم ہو گیا اور یہ انقباض دُور ہو گیا۔ جس کا وعدہ کیا تھا کہ اگر تم رشتہ بھیجو گے تو ہم کریں گے۔ وہ بات بھی ختم ہو گئی۔

پھرانہوں نے حضرت خولہؓ سے کہا میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام پہنچا دو۔ چنانچہ حضرت خولہؓ نے آپؐ کو پیغام پہنچایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے شادی کی۔ یہ واقعہ مسند احمد بن حنبل میں درج ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، جلد 8، صفحہ 409-410، مسند عائشہؓ، حدیث 26288، عالم الکتب بیروت 1998ء) (دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، جلد 5، صفحہ 442-443)

حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کے بعد فرمایا تم مجھے رؤیا میں دو مرتبہ دکھائی گئی قبل اسکے کہ میں تم سے شادی کرتا۔ میں نے فرشتے کو دیکھا اس نے تمہیں ریشم کے ایک ٹکڑے میں اٹھایا ہوا تھا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ یہ آپؐ کی زوجہ مطہرہ ہیں۔ میں نے اس سے کہا کہ کپڑا ہٹاؤ۔ اس نے کپڑا ہٹایا تو کیا دیکھا کہ وہ تم ہو۔ میں نے خیال کیا کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اسے پورا کر دے گا۔ پھر تم مجھے رؤیا میں دکھائی گئی وہ تمہیں ریشم کے ایک ٹکڑے میں اٹھائے ہوئے تھا۔ میں نے کہا کپڑا اٹھاؤ تو اس نے کپڑا ہٹایا۔ کیا دیکھا کہ وہ تم ہو۔ پھر میں نے یہی کہا کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اسے پورا کر دے گا۔ یہ روایت بخاری میں درج ہے حضرت عائشہؓ کے حوالے سے۔ (صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب کشف المراۃ فی المنام، حدیث 7011) (صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب ثیاب الحریر فی المنام، حدیث 7012)

صحابہؓ کے حالات پر مشتمل کتاب الاستیعاب میں حضرت عائشہؓ کی ایک روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اپنی اہلیہ کی رخصتی کیوں نہیں کرا لیتے۔ عائشہ سے رشتہ تو ہو گیا تھا لیکن رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ نے خود عرض کیا کہ رخصتی کیوں نہیں کرتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہر کی رقم کی وجہ سے۔ حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کو ساڑھے بارہ اوقیہ دیا۔ ایک اوقیہ چالیس درہم کے برابر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مال یعنی مہر ہمارے ہاں بھجوا دیا۔

(السیرۃ الحلبیہ، جلد 2، صفحہ 167، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

شادی کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر کے بارے میں بھی مؤرخین اور سیرت نگاروں اور بعد کے راویوں کے بیان کی وجہ سے اختلاف پیدا ہو گیا ہے اور غیر بھی اس سے بڑے اعتراضات اٹھاتے رہتے ہیں وگرنہ اصولی بات یہ ہے کہ عائشہؓ کی جب شادی ہوئی تو عمر کے اعتبار سے کسی بھی قسم کی کوئی انوکھی بات نہیں تھی کہ وہاں کے لوگوں کے درمیان کوئی سوال یا اعتراض پیدا ہوتا۔

اگر حیرت انگیز طور پر کوئی غیر معمولی بات ہوتی تو منافقین یا مخالفین ضرور اعتراضات کی بھرمار کر دیتے لیکن کسی بھی کتاب میں کوئی ایسا اعتراض مذکور نہیں ہے۔ جن کتب میں حضرت عائشہؓ کی عمر غیر معمولی چھوٹی کر کے بیان ہوئی ہے اسکے بارے میں حکم وعدل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ان کو بے سروپا اقوال قرار دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ”حضرت عائشہؓ کا نو سالہ ہونا تو صرف بے سروپا اقوال میں آیا ہے۔ کسی حدیث یا قرآن سے ثابت نہیں۔“ (آریہ دھرم، روحانی خزائن، جلد 10، صفحہ 64)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے حضرت عائشہؓ کی رخصتی کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ شادی فرمائی تھی۔ یہ سنہ نبوی کا دسواں سال اور شوال کا مہینہ تھا۔ اور اس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر“ جب رشتہ کیا تھا ”سات سال کی تھی۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ ان کا نشوونما اس وقت بھی غیر معمولی طور پر اچھا تھا، ورنہ کوئی وجہ نہیں تھی کہ خولہ بنت حکیم کو جوان کے نکاح کی محرک بنی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی کیلئے ان کی طرف خیال جاتا لیکن بہرحال ابھی تک وہ بالغ نہیں ہوئی تھیں، اس لیے اس وقت نکاح تو ہو گیا مگر رخصتانہ نہیں ہوا اور وہ بدستور اپنے والدین کے پاس مقیم رہیں، لیکن اب ہجرت کے دوسرے سال جب کہ ان کی شادی پر پانچ سال گذر چکے تھے“ نکاح پہ ”اور ان کی عمر بارہ سال کی تھی وہ بالغ ہو چکی تھیں، چنانچہ خود حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر رخصتانہ کی تحریک کی۔ جس پر آپؐ نے مہر کی ادائیگی کا انتظام کیا......اور ماہ شوال 2 ہجری میں حضرت عائشہؓ اپنے والدین کے گھر سے رخصت ہو کر حرمِ نبویؐ میں داخل ہو گئیں۔“

(سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ 423)

یہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی تحقیق ہے لیکن بعض مؤرخین کے نزدیک اس سے زیادہ عمر بھی بیان کی جاتی ہے۔ شادی کے وقت ”حضرت عائشہؓ کی والدہ مدینہ کے مضافات میں ایک جگہ اُلسُّنح نامی میں مقیم تھیں۔ چنانچہ انصار کی عورتوں نے وہاں جمع ہو کر حضرت عائشہؓ کو رخصتانہ کیلئے آراستہ کیا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود وہاں تشریف لے گئے اور اس کے بعد حضرت عائشہؓ اپنے گھر سے رخصت ہو کر حرمِ نبویؐ میں داخل ہو گئیں۔“

(سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ 429-430)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب حضرت عائشہؓ کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”باوجود......صغر سنی کے“ چھوٹی عمر ہونے کے ”حضرت عائشہؓ کا ذہن اور حافظہ غضب کا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت کے ماتحت انہوں نے نہایت سرعت کے ساتھ حیرت انگیز طور پر ترقی کی۔ اور دراصل اس چھوٹی عمر میں ان کو اپنے گھر میں لے آنے سے آپؐ کی غرض ہی یہ تھی کہ تا آپؐ بچپن سے ہی اپنے منشاء کے مطابق ان کی تربیت کر سکیں اور تا انہیں آپؐ کی صحبت میں رہنے کا لمبے سے لمبا عرصہ مل سکے اور وہ اس نازک اور عظیم الشان کام کے اہل بنائی جا سکیں جو ایک شارع نبی کی بیوی پر عاید ہوتا ہے۔ چنانچہ آپؐ اس منشاء میں کامیاب ہوئے اور حضرت عائشہؓ نے مسلمان خواتین کی اصلاح اور تعلیم و تربیت کا وہ کام سرانجام دیا جس کی نظیر تاریخِ عالم میں نہیں ملتی۔ احادیثِ نبویؐ کا ایک بہت بڑا اور بہت ضروری حصہ حضرت عائشہؓ ہی کی روایات پر مبنی ہے حتیٰ کہ ان کی روایتوں کی کل تعداد دو ہزار دو سو دس تک پہنچتی ہے۔ ان کے علم وفضل اور تفقہ فی الدین کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہؓ ان کا لوہا مانتے اور ان سے فیض حاصل کرتے تھے۔ حتیٰ کہ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہؓ کو کوئی علمی مشکل ایسی پیش نہیں آئی کہ اسکا حل حضرت عائشہؓ کے پاس نہ مل گیا ہو اور عروہ بن زبیر کا قول ہے کہ میں نے کوئی شخص علم قرآن اور علم میراث اور علم حلال وحرام اور علم فقہ اور علم شعر اور علم طِب اور علم حدیثِ عرب اور علم انساب میں عائشہؓ سے زیادہ عالم نہیں دیکھا۔ زہد وقناعت میں ان کا یہ مرتبہ تھا کہ ایک دفعہ ان کے پاس کہیں سے ایک لاکھ درہم آئے انہوں نے شام ہونے سے پہلے پہلے سب خیرات کر دیئے۔ حالانکہ گھر میں شام کے کھانے تک کیلئے کچھ نہیں تھا۔ انہی اوصافِ حمیدہ کی وجہ سے جن کی جھلک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی نظر آنے لگ گئی تھی آپؐ انہیں خاص طور پر عزیز رکھتے تھے......ایک دفعہ فرمایا“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ”کہ مردوں میں تو بہت لوگ کامل گذرے ہیں لیکن عورتوں میں کاملات بہت کم ہوئی ہیں۔ پھر آپؐ نے آسیہ اہلیہ فرعون اور مریم بنت عمران کا نام لیا اور پھر فرمایا کہ عائشہ کو عورتوں پر وہ درجہ حاصل ہے جو عرب کے بہترین کھانے ثرید کو دوسرے کھانوں پر ہوتا ہے۔ ایک دفعہ بعض دوسری ازواج مطہرات نے کسی اہلی امر میں حضرت عائشہؓ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات کہی مگر آپؐ خاموش رہے، لیکن جب اصرار کے ساتھ کہا گیا تو آپؐ نے فرمایا ”میں تمہاری ان شکایتوں کا کیا کروں۔ میں تو یہ جانتا ہوں کہ کبھی کسی بیوی کے لحاف میں مجھ پر میرے خدا کی وحی نازل نہیں ہوئی مگر عائشہ کے لحاف میں وہ ہمیشہ نازل ہوتی ہے۔ اللہ اللہ! کیا ہی مقدس وہ بیوی تھی جسے یہ خصوصیت حاصل ہوئی اور کیا ہی مقدس وہ خاوند تھا جس کی اہلی محبت کا معیار بھی تقدّس وطہارت کے سوا کچھ نہیں تھا!!......احادیث میں یہ ذکر بھی آتا ہے کہ آخری ایام میں حضرت سودہ بنت زمعہؓ نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دیدی تھی اور اس طرح حضرت عائشہؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مستفیض ہونے کا دوہرا موقعہ میسر آ گیا تھا...... چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہؓ کی تعلیم وتربیت کا خاص خیال تھا اور وہ اپنی عمر اور حالات کے لحاظ سے اس قابل تھیں کہ ان پر خاص توجہ صرف کی جاوے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باری کے متعلق سودہؓ کی تجویز منظور فرمالی۔ مگر اسکے بعد بھی آپؐ حضرت سودہؓ کے پاس باقاعدہ تشریف لے جایا کرتے تھے اور دوسری بیویوں کی طرح ان کی دلداری اور آرام کا خیال رکھتے تھے۔

حضرت عائشہؓ کے خواندہ ہونے کے متعلق اختلاف ہے۔“ پڑھے لکھے ہونے کے بارے میں ”مگر بخاری کی ایک روایت سے پتہ لگتا ہے کہ ان کے پاس ایک نسخہ قرآن شریف کا لکھا ہوا موجود تھا۔ جس پر سے انہوں نے ایک عراقی مسلمان کو بعض آیات خود املاء کرائی تھیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ کم از کم خواندہ ضرور تھیں اور اغلب ہے کہ انہوں نے اپنے رخصتانہ کے بعد ہی لکھنا سیکھا تھا لیکن جیسا کہ بعض مؤرخین نے تصریح کی ہے وہ غالباً لکھنا نہیں جانتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کم وبیش اڑتالیس سال زندہ رہیں اور 58 ہجری کے ماہِ رمضان میں اپنے محبوب حقیقی سے جاملیں۔ اس وقت ان کی عمر قریباً اڑسٹھ سال کی تھی۔“ (سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ 430 تا 432)

پھر ایک واقعہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بدر کے فوری بعد ہوا وہ آپؐ کی بیٹی حضرت زینبؓ کا ہے جو مکّے میں تھیں اور پھر وہ مدینہ تشریف لائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ابوالعاص بن ربیع بھی غزوۂ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھ قید ہوئے۔ ان کی بیوی حضرت زینبؓ مکّے میں تھیں۔ انہوں نے وہ ہار اپنے شوہر کے فدیہ میں بھیجا جو ان کی والدہ حضرت خدیجہؓ نے ان کی شادی کے موقع پر بیٹی کو پہنایا تھا۔

یہ فدیہ لے کر آنے والا ابوالعاص کا بھائی عمرو بن ربیع تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ ہار دیکھا تو آپؐ بہت زیادہ دلگیر اور آبدیدہ ہو گئے۔ پھر آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا۔ اگر تم مناسب سمجھو تو زینب کے قیدی کو رہا کر دو اور اسکا یہ ہار بھی واپس کر دو۔ صحابہؓ نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہؐ! چنانچہ ابوالعاص کو رہا کر دیا گیا۔ حضرت زینبؓ کا ہار بھی لوٹا دیا گیا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعاص کو اس شرط پر رہا کیا کہ مکّہ جاتے ہی وہ حضرت زینبؓ کو اجازت دیں گے کہ وہ مدینہ کو ہجرت کر سکیں۔

(ماخوذ از السیرۃ الحلبیۃ، جلد 2، صفحہ 264-265، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رہائی کے بعد ابوالعاص جب مکہ پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن

ارشاد باری تعالیٰ

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا (سورۃ النساء:46)

ترجمہ: اور اللہ دوست ہونے کے لحاظ سے کافی ہے اور اللہ ہی کافی ہے بطور مددگار

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

حارثہؓ اور ایک انصاری کو بھیجا کہ تم بَطنِ یأجَجْ میں ٹھہرو۔(بَطنِ یأجَجْ مکے سے آٹھ میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے) یہاں تک کہ زینب تمہارے پاس سے گزرے تو تم اسکے ساتھ ہو جاؤ اور اسے میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ وہ فوراً روانہ ہو گئے۔ یہ واقعہ غزوۂ بدر کے قریباً ایک ماہ بعد رونما ہوا۔

ابوالعاص نے مکے پہنچ کر حضرت زینبؓ کو آپؐ کے پاس جانے کی اجازت دے دی تو وہ زادِ راہ تیار کرنے لگیں۔ حضرت زینبؓ بیان کرتی ہیں کہ میں زادِ سفر کی تیاری میں مصروف تھی کہ ہند بنت عتبہ نے مجھے کہا اے بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تُو اپنے والد کے پاس جانا چاہتی ہے تو میں نے اسے طرح دیتے ہوئے ٹال دیا۔ یہ سن کر اس نے کہا اے بنت عم! ایسا وطیرہ اختیار نہ کر۔ اگر تمہیں سامان کی ضرورت ہے جو سفر میں تمہارے کام آئے یا مال کی ضرورت ہے جس کے ذریعہ سے تُو اپنے باپ کے پاس پہنچ جائے تو میرے پاس تیری ضرورت کا سارا سامان موجود ہے مجھ سے انقباض نہ رکھو۔ خواتین کے دلوں میں وہ رنج و ملال نہیں ہوتا جو مردوں کے دلوں میں ہوتا ہے۔ حضرت زینبؓ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ اس نے یہ بات خلوص سے کہی تھی مگر میں اس سے خائف تھی اس لیے میں نے اسے طرح دے دی۔ بہانہ کر دیا۔ ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ حضرت زینبؓ نے سفر کی تیاری کی اور جب وہ اپنے سفر کی تیاری سے فارغ ہو گئیں تو ابوالعاص کے بھائی کِنانہ بن ربیع نے سواری پیش کی۔ آپؓ سوار ہو گئیں اور کِنانہ نے اپنی کمان اور ترکش ساتھ لے لیا اور ان کو دن کی روشنی میں اس حال میں لے کر چل پڑا کہ حضرت زینبؓ اپنے ہودج میں تھیں۔ قریش میں یہ بات جب موضوع بحث بنی تو وہ ان کی تلاش میں چل پڑے اور چلتے چلتے ذِی طُوی میں ان کو پالیا۔ ذِی طُوی بھی مکہ کی ایک مشہور وادی ہے اور مسجد حرام سے نصف میل کے فاصلے پر ہے۔ بہرحال سب سے پہلے ان کی طرف ھَبَّارْ بن اَسْوَد فِھْرِی آیا اور اس نے نیزے سے سواری کو ڈرا دیا اور حضرت زینبؓ جو کہ حاملہ تھیں ان کا حمل ضائع ہو گیا اور ان کا دیور تیر نکال کر بیٹھ گیا اور اعلان کر دیا جو میرے قریب آئے گا ان تیروں کا نشانہ بنے گا۔ ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ ھَبَّارْ نے سواری کو نیزہ چبھویا تو اس سے حضرت زینبؓ ایک پتھر پر گر گئیں جبکہ وہ حاملہ تھیں۔ اس طرح ان کا جنین ساقط ہو گیا۔ بہرحال یہ واقعات دیکھ کے لوگ ان کے پاس سے لوٹ آئے۔ پھر ابوسفیان اور رؤسائے قریش آئے اور اس کو کہا کہ جوان! تیر مت چلا حتی کہ ہم تم سے بات چیت کر لیں۔ چنانچہ وہ تیراندازی سے رک گئے اور ابوسفیان نے کہا تم نے ٹھیک نہیں کیا۔ کھلے عام خاتون کو لے کر چلا ہے حالانکہ تو ہماری جان کی مصیبت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کارنامے کو خوب جانتا ہے۔ جب تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی کو علانیہ اور کھلے عام لے جائے گا تو لوگ سمجھیں گے یہ ہماری ذلت اور رسوائی کا موجب ہے اور ہماری کمزوری اور ناتوانی کا باعث ہے۔ کہنے لگا کہ مجھے زندگی کی قسم! ہمیں اس کو روکنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں اور اس کے خلاف کوئی جوش اور جذبہ بھی نہیں لیکن اچھی صورت یہ ہے کہ تم اس کو واپس لے چلو۔ جب حالات بہتر اور پرسکون ہو جائیں اور لوگ سمجھیں کہ ہم نے اس کو واپس لوٹا لیا ہے تو اس کو چپکے سے اس کے باپ کے پاس لے جاؤ۔ پھر کِنانہ نے اس منصوبے پر عمل کیا۔ بقول ابن اسحاق حضرت زینبؓ دو چار روز مکّے میں مقیم رہیں یہاں تک کہ جب چہ میگوئیاں ختم ہو گئیں تو رات کو چپکے سے حضرت زینبؓ کو حضرت زیدؓ اور ان کے ساتھی کے سپرد کر دیا۔ وہ حضرت زینبؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں رات کی تاریکی میں لے آئے۔

امام بیہقی نے حضرت عائشہؓ سے حضرت زینبؓ کے مکہ سے آنے کا واقعہ بیان کر کے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہؓ کو اپنی انگوٹھی دے کر مکہ روانہ کیا کہ زینب کو اپنے ہمراہ لے آئے۔ چنانچہ اس نے اپنی حکمت و دانائی سے یہ انگوٹھی ایک چرواہے کو دی اور اس نے حضرت زینبؓ کو پہنچا دی۔ حضرت زینبؓ یہ انگوٹھی دیکھ کر پہچان گئیں تو اس سے پوچھا: تجھے یہ کس نے دی ہے؟ اس نے بتایا مکے سے باہر ایک آدمی نے مجھے دی ہے۔ چنانچہ حضرت زینبؓ رات کو مکے سے باہر آئیں اور اس کے پیچھے سوار ہو گئیں اور وہ آپؓ کو مدینہ لے آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ میری سب بیٹیوں سے زینب افضل ہے کہ اس کو میری وجہ سے تکلیف پہنچی۔ (السیرۃ النبویۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لابن کثیر، جلد 2، صفحہ 516 تا 518، دارالمعرفہ بیروت 1976ء) (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، صفحہ 445 حاشیہ، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء) (فرہنگ سیرت، صفحہ 59، 180، مطبوعہ زوار اکیڈمی کراچی)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت خاتم النبیینؐ میں یہ تفصیل اس طرح لکھی ہے کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نقد فدیہ کے قائم مقام ابوالعاص کے ساتھ یہ شرط مقرر کی کہ وہ مکہ میں جا کر زینب کو مدینہ بھجوا دیں اور اس طرح ایک مومن روح دارِ کفر سے نجات پا گئی۔ کچھ عرصہ بعد ابوالعاص بھی مسلمان ہو کر مدینہ میں ہجرت کر آئے اور اس طرح خاوند بیوی پھر اکٹھے ہو گئے۔ حضرت زینبؓ کی ہجرت کے متعلق یہ روایت آتی ہے کہ جب وہ مدینہ آنے کیلئے مکہ سے نکلیں تو مکہ کے چند قریش نے ان کو بزور واپس لے جانا چاہا۔ جب انہوں نے انکار کیا تو ایک بدبخت ھَبَّار بن اسود نامی نے نہایت وحشیانہ طریق پر ان پر نیزے سے حملہ کیا جس کے ڈر اور صدمہ کے نتیجہ میں انہیں اسقاط ہو گیا۔ بلکہ اس موقع پر ان کو کچھ ایسا صدمہ پہنچ گیا کہ اس کے بعد ان کی صحت کبھی بھی پورے طور پر بحال نہیں ہوئی اور بالآخر انہوں نے اسی کمزوری اور ضعف کی حالت میں بے وقت انتقال کیا۔‘‘

(سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ 368-369)

اس وقت اس کو اتنا ہی بیان کروں گا۔ آجکل کے دنیا کے حالات جو ہیں ان کے بارے میں اس وقت میں ایک دعا کیلئے بھی کہنا چاہتا ہوں۔ گذشتہ چند دنوں سے حماس اور اسرائیل کی جنگ چل رہی ہے جس کی وجہ سے اب دونوں طرف کے شہری عورتیں، بچے، بوڑھے بلاامتیاز مارے جا رہے ہیں یا مارے گئے ہیں۔

اسلام تو جنگی حالات میں بھی عورتوں بچوں اور کسی طرح بھی جنگ میں حصّہ نہ لینے والوں کے قتل کی اجازت نہیں دیتا اور اس بات کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی سختی سے ہدایت بھی فرمائی ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی دعاء المشرکین، حدیث 2614)

دنیا یہ کہہ رہی ہے اور حقائق بھی کچھ ایسے ہیں کہ اس جنگ میں پہل حماس نے کی اور اسرائیلی شہریوں کے بلاامتیاز قتل کے مرتکب ہوئے۔ قطع نظر اس کے کہ اسرائیلی فوج پہلے اس طرح کتنے معصوموں کو فلسطینیوں کو قتل کرتی رہی ہے مسلمانوں کو بہرحال اسلامی تعلیم کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ اسرائیلی فوجوں نے جو کیا، وہ ان کا فعل ہے اور اس کے حل کرنے کے اَور طریقے تھے۔

اگر کوئی جائز لڑائی ہے تو فوج سے تو ہو سکتی ہے، عورتوں بچوں اور بے ضرر لوگوں سے نہیں۔ بہرحال اس لحاظ سے حماس نے جو غلط قدم اٹھایا وہ غلط تھا۔ اس کا نقصان زیادہ ہوا فائدہ کم۔ یہ جو بھی تھا اس کی سزا یا اس سے جنگ حماس تک ہی محدود رہنی چاہئے تھی۔ اصل جرأت اور بہادری تو یہ ہے کہ یہ ردّ عمل ہوتا لیکن اب جو اسرائیل کی حکومت کر رہی ہے وہ بھی بہت خطرناک ہے اور یہ معاملہ اب لگتا ہے کہ رکے گا نہیں۔ کتنی بے حساب جانیں معصوم لوگوں اور عورتوں اور بچوں کی ضائع ہوں گی اس کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اسرائیلی حکومت کا تو یہ اعلان تھا کہ ہم غزہ کو بالکل مٹا دیں گے اور اس کیلئے بے شمار، بے تحاشا بمبارمنٹ (bombardment) انہوں نے کی۔ شہر راکھ کا ڈھیر ہی کر دیا۔ اب نئی صورت یہ پیدا ہوئی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک ملین سے زیادہ لوگ غزہ سے نکل جائیں۔ کچھ اس میں سے نکلنے بھی شروع ہو گئے ہیں۔ اس پر شکر ہے کہ مری مری آواز سے ہی سہی لیکن کچھ آواز تو یو این (UN) والوں کی طرف سے نکلی ہے کہ یہ انسانی حقوق کی پامالی ہے اور یہ غلط ہو گا اور اس سے بہت مشکلات پیدا ہوں گی اور اسرائیل کو اپنے اس حکم پہ سوچنا چاہئے۔ بجائے اس کے کہ سختی سے اس کو کہیں کہ یہ غلط ہے۔ ابھی بھی درخواست ہی کر رہے ہیں۔

بہرحال ان معصوموں کا کوئی قصور نہیں جو جنگ نہیں کر رہے۔ اگر دنیا اسرائیلی عورتوں بچوں اور عام شہری کو معصوم سمجھتی ہے تو یہ فلسطینی بھی معصوم ہیں۔ ان اہل کتاب کی تو اپنی تعلیم بھی یہ کہتی ہے کہ اس طرح قتل و غارت جائز نہیں ہے۔ مسلمانوں پر اگر الزام ہے کہ انہوں نے غلط کیا تو یہ لوگ اپنے گریبان میں بھی جھانکیں۔ بہرحال ہمیں بہت دعا کی ضرورت ہے۔

فلسطین کے سفیر نے یہاں ٹی وی میں غالباً بی بی سی کو انٹرویو دیا اور سوال کرنے والے کے جواب میں کہا کہ حماس ایک militant گروپ ہے، حکومت نہیں ہے اور فلسطین کی حکومت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن ساتھ ہی یہ سوال بھی اٹھایا اور ان کی یہ بات درست ہے کہ اگر حقیقی انصاف قائم کیا جاتا تو یہ باتیں نہ ہوتیں۔ اگر بڑی طاقتیں اپنے دوہرے معیار نہ رکھتیں یا نہ رکھیں تو اس قسم کی بدامنی اور جنگیں دنیا میں ہو ہی نہیں سکتیں۔ پس ان دوہرے معیاروں کو ختم کرو تو جنگیں خود بخود ختم ہو جائیں گی۔ یہی باتیں میں اسلام کی تعلیم کی روشنی میں ایک عرصے سے کہہ رہا ہوں لیکن سامنے تو یہ کہتے ہیں ٹھیک ہے ٹھیک ہے لیکن عمل کرنے کو تیار نہیں ہیں۔

اب تمام بڑی طاقتیں یا مغربی طاقتیں انصاف کو ایک طرف کر کے فلسطینیوں پر سختی کیلئے اکٹھی ہو رہی ہیں اور ہر طرف سے فوجوں کے بھجوانے کی باتیں ہو رہی ہیں اور مظلوموں کی تصویریں دکھائی جاتی ہیں کہ اس طرح ظلم ہو رہا ہے۔ غلط سلط رپورٹیں میڈیا میں دکھائی جاتی ہیں اور آ جاتی ہیں، ایک دن یہ خبر آتی ہے کہ اسرائیلی عورتوں اور بچوں کا یہ حشر ہو رہا ہے، ان کی یہ بُری حالت ہو رہی ہے۔ اگلے دن پتہ چلتا ہے کہ وہ اسرائیلی نہیں تھے وہ تو فلسطینی تھے لیکن اس کی میڈیا میں کوئی معذرت نہیں ہوتی اور کوئی ہمدردی کا لفظ ان کیلئے نہیں کہا جاتا۔

یہ لوگ جس کی لاٹھی اس کی بھینس پر عمل کرتے ہیں۔ جن کے ہاتھ میں دنیا کی معیشت ہے ان کے آگے ہی انہوں نے جھکنا ہے۔ اگر جائزہ لیا جائے تو لگتا ہے کہ بڑی طاقتیں جنگ بھڑکانے پر تُلی ہوئی ہیں بجائے اس کو ٹھنڈا کرنے کے۔ یہ لوگ جنگ ختم کرنا نہیں چاہتے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں کچھ خرچ کرتا ہے

اسے اس کے بدلہ میں سات سو گنا ثواب ملتا ہے

(ترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب فضل النفقۃ فی سبیل اللہ)

طالب دعا: سید وسیم احمد و افراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سچائی نیکی کی طرف اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے

اور جو انسان ہمیشہ سچ بولے اللہ کے نزدیک وہ صدیق لکھا جاتا ہے

(مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب قبح الکذب وحسن الصدق وفضلہ)

طالب دعا: شیخ صادق علی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ تالبر کوٹ، صوبہ اڈیشہ)

پہلی جنگ عظیم کے بعد جنگوں کے خاتمے کیلئے بڑی طاقتوں نے لیگ آف نیشنز بنائی لیکن انصاف کے تقاضے پورے نہ کرنے اور اپنی برتری قائم رکھنے کی وجہ سے یہ ناکام ہوگئی اور دوسری جنگ عظیم ہوئی اور کہتے ہیں سات کروڑ سے زیادہ جانیں ضائع ہوئیں۔

اب یہی حال یو این (UN) کا ہو رہا ہے۔ بنائی تو اس لیے گئی تھی کہ دنیا میں انصاف قائم کیا جائے گا اور مظلوم کا ساتھ دیا جائے گا۔ جنگوں کے خاتمے کی کوشش کی جائے گی لیکن ان باتوں کا دُور دُور تک پتہ نہیں۔ اپنے مفادات کو ہی ہر کوئی دیکھ رہا ہے۔

اب جو اس بے انصافی کی وجہ سے جنگ ہوگی اس کے نقصان کا تصور ہی عام آدمی نہیں کر سکتا اور یہ سب بڑی طاقتوں کو پتہ ہے کہ کتنا شدید نقصان ہوگا لیکن پھر بھی انصاف قائم کرنے پر کوئی توجہ نہیں ہے اور توجہ دینے پر کوئی تیار بھی نہیں ہے۔

ایسے حالات میں مسلمان ملکوں کو کم از کم ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ اپنے اختلافات مٹا کر اپنی وحدت کو قائم کرنا چاہئے۔ اگر مسلمانوں کو یہ ہدایت اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے تعلقات بہتر کرنے کیلئے دی ہے کہ تَعَالَوۡا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۭ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَکُمۡ (آل عمران: 65) اس کلمے کی طرف آ جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے یہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے تو مسلمان جن کا کلمہ مکمل طور پر ایک ہے کیوں اختلافات ختم کر کے اکٹھے نہیں ہو سکتے؟ پس سوچیں اور اپنی وحدت کو قائم کریں اور یہی دنیا سے فساد دُور کرنے کا ذریعہ ہو سکتا ہے اور پھر ایک ہو کر انصاف کے تقاضے پورے کرنے کیلئے ہر جگہ مظلوم کے حقوق قائم کرنے کیلئے بھرپور آواز اٹھائیں۔ ایک ہوں گے، وحدت ہوگی تو آواز میں بھی طاقت ہوگی ورنہ معصوم مسلمانوں کی جانوں کے ضائع ہونے کے یہ لوگ ذمہ دار ہوں گے، مسلمان حکومتیں ذمہ دار ہوں گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے اور یہ ان طاقتوں کا کام ہے رکھیں کہ ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کرو۔ (صحیح البخاری، کتاب المظالم، بَابُ اَعِنۡ اَخَاکَ ظَالِمًا اَوۡ مَظۡلُوۡمًا حدیث 2443)

پس اس اہم بات کو سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمان حکومتوں کو بھی عقل اور سمجھ دے اور وہ ایک ہو کر انصاف قائم کرنے والے بنیں اور دنیا کی طاقتوں کو بھی عقل اور سمجھ دے کہ دنیا کو تباہی میں ڈالنے کی بجائے دنیا کو تباہی سے بچانے کی کوشش کریں اور اپنی اناؤں کی تسکین کو اپنا مقصد نہ بنائیں۔ ہمیشہ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ جب تباہی ہو گی تو یہ طاقتیں بھی محفوظ نہیں رہیں گی۔ بہرحال ہمارے پاس تو دعا ہی کا ہتھیار ہے اسے ہر احمدی کو پہلے سے بڑھ کر استعمال کرنا چاہئے۔

غزہ میں بعض احمدی گھرانے بھی گھرے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بھی محفوظ رکھے اور سب معصوموں مظلوموں کو وہ جہاں بھی ہیں محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ حماس کو بھی عقل دے اور یہ لوگ خود اپنے لوگوں پر ظلم کرنے کے ذمہ دار نہ بنیں اور نہ کسی پر ظلم کریں۔ اسلامی تعلیم کے مطابق جو حکم ہے اس کے مطابق اگر جنگیں کرنی بھی ہیں تو اس طرح کریں۔

کسی قوم کی دشمنی بھی ہمیں انصاف سے دُور کرنے والی نہ ہو یہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑی طاقتوں کو بھی یہ توفیق دے کہ وہ دونوں طرف انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے امن قائم کرنے والی بنیں۔ یہ نہیں کہ ایک طرف جھکاؤ ہو جائے اور دوسری طرف کا حق مارا جائے۔ ظلم و زیادتی میں بڑھنے والی نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم دنیا میں امن و سلامتی دیکھنے والے ہوں۔

نماز کے بعد میں دو جنازے بھی پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ حاضر ہے۔ جنازہ حاضر جو ہے وہ ڈاکٹر بشیر احمد خان صاحب کا ہے۔ یہاں یوکے میں ہی حلقہ مسجد فضل میں رہتے تھے۔ گذشتہ دنوں بانوے سال کی عمر میں ان کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت میر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے نواسے اور حضرت قاضی محمد یوسف صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سابق امیر جماعت صوبہ سرحد کے داماد اور محمد خواص خان صاحب آف پشاور کے بیٹے تھے۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند، خلافت سے گہرا عقیدت کا تعلق رکھنے والے، غریب پرور، نیک اور مخلص بزرگ تھے۔ نصرت جہاں سکیم کے تحت وقف کر کے یہ احمدیہ ہسپتال ٹیچیمان (Techiman) گھانا میں بھی گئے۔ وہاں انہوں نے کچھ عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ گھانا سے واپس آنے کے بعد ان کو اسلام آباد کے دیہی علاقوں میں احمدی ڈاکٹروں کے ساتھ مل کر میڈیکل کیمپ لگانے کی توفیق ملتی رہی۔

یوکے شفٹ ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے زمانے میں بھی خطبات جمعہ کی ٹرانسلیشن اور خلاصے بنانے کی خدمت بخوبی سرانجام دیتے رہے۔ قرآن کریم سے محبت تھی۔ باقاعدگی سے قرآن کریم غور و تدبر سے پڑھتے۔ اپنے بچوں کو بھی ترجمہ سکھایا۔ چھوٹی عمر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک دَور میں ان کو لمبا عرصہ قادیان میں جا کر وقت گزارنے کا موقع ملتا رہا۔ بہت ساری تقریریں حضرت مصلح موعودؓ کی زبانی یاد تھیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے بعض حوالے بڑے یاد تھے، نظمیں یاد تھیں۔

مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور چھ بیٹیاں ہیں۔ ان کے داماد ڈاکٹر مُسَلَّم الدروبی صاحب ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ نماز تہجد کے پابند تھے۔ ایک معصوم اور مومن انسان تھے۔ متقی شجاع اور بہادر انسان تھے۔ خلافت اور جماعت سے غیر معمولی محبت رکھتے تھے۔ میں نے ان سے خلفاء کی محبت جیسی قیمتی چیز سیکھی ہے۔ مرحوم کو تبلیغ کا بھی بہت شوق تھا اس کیلئے وہ کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ مُسَلَّم صاحب کہتے ہیں کہ جب میں سیریا اور اردن میں تھا اور مرحوم جب بھی میرے پاس تشریف لاتے تو میں دیکھتا کہ بہت جلد میرے ہمسایوں کے بہت اچھے دوست بن جاتے نیز میرے گارڈز یا ملازمین وغیرہ سے بہت اچھا تعلق بنا لیتے، ان کو احمدیت کے بارے میں بتاتے رہتے۔

ان کی اہلیہ زبیدہ صاحبہ کہتی ہیں کہ خلافت ثالثہ کے دَور میں نصرت جہاں سکیم کے تحت ان کو مغربی افریقہ جانے کا حکم ہوا تو کامل اطاعت کے ساتھ فوری طور پر تیار ہو گئے۔ کہتی ہیں اتنی جلدی تیار ہوئے کہ مجھے بھی اس کی بڑی حیرت ہوئی۔ کہتی ہیں ہماری بیٹی دو ماہ کی تھی لیکن آپ نے کہا کہ امام کا حکم ہے فوری تیاری کی جائے چنانچہ ہم چاروں بچوں کے ساتھ ربوہ پہنچے۔ حضور رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی، ہدایات حاصل کیں اور واپس بنوں آ کر چھٹی کی درخواست دی اور دعائیں بھی مانگنی شروع کر دیں کیونکہ اس وقت حکومت کی طرف سے ڈاکٹروں کے باہر جانے پر پابندیاں تھیں اور وہ بھٹو صاحب کا دَور تھا۔ لیکن بہرحال ان کو اجازت مل گئی اور یہ چلے گئے۔

باجماعت نمازوں کے قیام کیلئے جتنی بھی مشکلات پیش آئیں ہمیشہ دعا کرتے تھے کہ کسی طرح یہ حل ہو جائیں اور پھر ان کو اللہ تعالیٰ حل کروا دیتا تھا اور ان کو باجماعت نمازوں کی توفیق ملتی رہی۔ کہتی ہیں جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں گاڑی کی توفیق دی تو آتے جاتے اپنے دوستوں کو بھی مسجد میں لے آتے اور لے کے جاتے اور اس بات پہ بڑے خوش ہوتے۔ مسجد فضل کے قریب گھر ملا تو اس بات پر خوشی تھی کہ آپ پانچ نمازیں مسجد جا کر ادا کریں گے۔ خدمت دین کا ہر ذریعہ اور ہر طریقہ استعمال کرتے۔ تبلیغ کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ چندوں کی ادائیگی بروقت کرتے اور اسی کی تلقین ہم سب کو کرتے رہتے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک جنازہ غائب بھی ہے جو مکرمہ وسیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر شفیق سہگل صاحب کا ہے۔ شفیق سہگل صاحب سابق امیر جماعت ضلع ملتان رہے ہیں پھر نائب وکیل التصنیف بھی رہے ہیں۔ ان کی انانوے (89) سال کی عمر میں وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ شوہر کے علاوہ پسماندگان میں تین بیٹے ہیں۔ ان کے شوہر ڈاکٹر محمد شفیق سہگل صاحب لکھتے ہیں کہ خاکسار کی اہلیہ حضرت شیخ مشتاق حسین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی اور جسٹس شیخ بشیر احمد صاحب مرحوم لاہور کی بیٹی اور سیدہ ام وسیم صاحبہ کی بھانجی تھیں۔ خلافت سے ہر دَور میں ان کا گہرا تعلق رہا اور بہت وفا کے ساتھ ہر دَور میں خلافت کے ساتھ وابستہ رہیں۔

ان کے پوتے محی الدین صاحب کہتے ہیں میری دادی میں قربانی کا خاص مادہ تھا۔ روحانی خزائن کا بہت مطالعہ کرتیں۔ کہتے ہیں کہ میرے دادا چونکہ وقف زندگی ہیں تو ایک بار میں نے پوچھا کہ کیا آپ بھی وقف ہیں؟ تو اس پر جواب دیا کہ خلفاء یہی کہتے ہیں کہ واقفین زندگی کی بیویاں بھی وقف ہوتی ہیں۔

عائشہ ان کی بہو اور بھتیجی بھی ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ میری پھوپھی ایک ہردلعزیز شخصیت کی مالک تھیں۔ لجنہ میں جو عہد دہرایا جاتا ہے کہ میں اپنی جان، مال، وقت اور اولاد کو قربان کرنے کیلئے تیار رہوں گی وہ اس کی عملی مثال تھیں۔ کہتی ہیں میری شادی کے بعد انہوں نے بہت سارے تربیتی امور میں میری راہنمائی کی۔ مجھے قرآن کریم کا لفظی ترجمہ بھی سکھایا۔

پھر زکیہ ان کی بھانجی ہیں اور بہو بھی۔ کہتی ہیں میری خالہ غریب پرور اور مثالی خاتون تھیں ہر ایک سے محبت کرنے والی۔ خاوند کی کبھی کوئی بات رد نہیں کی۔ ایسی نافع الناس وجود تھیں جو لوگوں کے کام آنے کیلئے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ نعیمہ جمیل صاحبہ ان کی ہمشیرہ ہیں وہ کہتی ہیں میری ماں کی طرح شفیق تھیں۔ میں پچاس سال کی عمر میں بیوہ ہوگئی تو اُن کو اللہ تعالیٰ نے میرے لیے فرشتہ بنا دیا۔ ہمیشہ ہر طرح سے میری مدد کی اور راہنمائی کی۔ پھر کہتی ہیں کہ عبادت گزار تو تھیں ہی حقوق العباد میں بھی کئی بچیوں کی شادی کی ذمہ داری اٹھائی۔ کسی غریب دیہاتی کو بھی اپنے سے کم تر نہیں سمجھا۔ محتاج ملازمین کی مالی معاونت کی بھرپور کوشش کرتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ ان سے بھی مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

خدائے تعالیٰ اپنی طرف آنے والے کی سعی اور کوشش کو ضائع نہیں کرتا

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 124)

طالبِ دُعا: صبیحہ کوثر و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ سے اصلاح چاہنا اور اپنی قوت خرچ کرنا یہی ایمان کا طریق ہے۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 125)

طالبِ دُعا: جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائی وحی کے ذریعہ یہ اشارہ ہو چکا تھا کہ حضرت فاطمہؓ کی شادی حضرت علیؓ سے ہونی چاہئے

اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے کفر کی وجہ سے علیحدہ ہوتی ہے تو پھر خاوند کے ایمان لانے پر دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں ہوتی

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُعِیۡذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

اے اللہ! اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتا ہوں

اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ فِیۡھِمَا وَبَارِکۡ لَھُمَا فِیۡ شَمۡلِھِمَا

اے اللہ! ان دونوں میں برکت رکھ اور ان دونوں کے جمع ہونے میں برکت رکھ دے

اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ فِیۡھِمَا وَبَارِکۡ عَلَیۡھِمَا وَبَارِکۡ لَھُمَا نَسۡلَھُمَا

”اے میرے اللہ! تو ان دونوں کے باہمی تعلقات میں برکت دے اور ان کے ان تعلقات میں برکت دے جو دوسرے لوگوں کے ساتھ قائم ہوں اور ان کی نسل میں برکت دے“

یہ دعا ہے جو شادی کرنے والے جوڑوں کیلئے ان کے ماں باپ کو بھی کرنی چاہئے

آج کل شادی کے بعد لڑکا لڑکی میں جو مسائل پیدا ہو جاتے ہیں ان میں اضافہ بھی ہو رہا ہے، اسکی وجہ صرف دنیا کی ہوا و ہوس ہے جو بہت زیادہ ہو گئی ہے اور دین اور خدا تعالیٰ کے احکامات پر توجہ کم ہے، اگر دین کو مقدم رکھا جائے اور اس طرح دعا کی جائے اور والدین بھی اس طرح اپنا کردار ادا کریں تو رشتے قائم رہ سکتے ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اموال کی تقسیم میں ایسے محتاط تھے کہ باوجود اس کے کہ حضرت فاطمہؓ کو ایک خادم کی ضرورت تھی اور چکّی پیسنے سے آپؓ کے ہاتھوں کو تکلیف ہوتی تھی مگر پھر بھی آپؐ نے ان کو خادم نہ دیا بلکہ دعا کی تحریک کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی متوجّہ کیا

مسلمان ممالک کو دنیا کو تباہی سے بچانے کیلئے اپنا کردار ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے

ہمیں دعاؤں پر زور دینا چاہئے، اللہ تعالیٰ اس جنگ کا خاتمہ کرے اور معصوم مظلوم فلسطینیوں کی حفاظت بھی فرمائے، مزید ان پر ظلم نہ ہوں اور ظلم کو جہاں بھی ظلم ہیں دنیا سے ختم کرے

سریہ زید بن حارثہؓ، غزوہ سویق اور مسلمانوں کی پہلی عیدالاضحیٰ سے متعلق تاریخی واقعات کا پُراثر بیان

حماس، اسرائیل جنگ کے پیشِ نظر دعا کی تحریک اور مسلم ممالک کو نصیحت

مسلمان ممالک کو دنیا میں قیامِ امن کیلئے بیک آواز ہو کر اپنا بھرپور اور مؤثر کردار ادا کرنے کی تلقین

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 20 اکتوبر 2023ء بمطابق 20 اخاء 1402 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشۡھَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَ رَسُوۡلُہٗ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ - بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ -

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ○ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ○ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ○

آج بھی بدر کے فوری بعد ہونے والے بعض واقعات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے حوالے سے ذکر کروں گا۔ تاریخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ابوالعاص کے قبولِ اسلام کا واقعہ یوں درج ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمادی الاولیٰ چھ ہجری میں زید بن حارثہؓ کی کمان میں ایک سریہ عیصمقام کی جانب روانہ فرمایا۔ عِیصمد ینے سے چار دنوں کی مسافت پر ہے۔ دنوں کی مسافت کا یہ ذکر جب ہوتا ہے تو تاریخ دان یہ کہتے ہیں ایک دن کی مسافت بارہ میل ہوتی ہے۔ اس طرح یہ مقام اڑتالیس میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ اس سریہ کی کچھ تفصیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمادی الاولیٰ چھ ہجری میں زید بن حارثہ کو ستر صحابہؓ کی کمان میں مدینہ سے روانہ فرمایا۔ اس مہم کی وجہ یہ لکھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی تھی کہ شام کی طرف سے قریش مکہ کا ایک قافلہ آ رہا ہے تو آپؐ نے اس دستے کو روانہ فرمایا۔ اور وہ جو تجارتی سامان کا قافلہ تھا ان کا مقصد یہ تھا کہ اسکی آمد سے پھر مسلمانوں پہ حملہ کیا جائے اور جنگ کی جائے۔ بہرحال انہوں نے اسکو روک لیا اور ان کا ساز و سامان قبضے میں لے لیا۔ بعض قیدی بھی پکڑے۔ ان قیدیوں میں ابوالعاص بھی گرفتار ہوئے تھے۔

(ماخوذ از شرح الزرقانی علی المواہب اللدنی، جلد 3، صفحہ 124-125، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

(اردو لغت، جلد 17، صفحہ 772 زیر لفظ ”مرحلہ“)

سیرت خاتم النبیینؐ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس کو یوں لکھا ہے کہ ”ان قیدیوں میں جو سریہ بطرف عِیص میں پکڑے گئے ابوالعاص بن الربیع بھی تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے اور حضرت خدیجہؓ مرحومہ کے قریبی رشتہ داروں میں سے تھے۔ اس سے قبل وہ جنگِ بدر میں بھی قید ہو کر آئے تھے مگر اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس شرط پر چھوڑ دیا تھا کہ وہ مکہ پہنچ کر آپؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کو مدینہ بھجوا دیں۔ ابوالعاص نے اس وعدہ کو تو پورا کر دیا تھا مگر وہ خود ابھی تک شرک پر قائم تھے۔ جب زید بن حارثہ انہیں قید کر کے مدینہ میں لائے تو رات کا وقت تھا مگر کسی طرح ابوالعاص نے حضرت زینبؓ کو اطلاع بھجوا دی کہ میں اس طرح قید ہو کر یہاں پہنچ گیا ہوں۔ تم اگر میرے لئے کچھ کر سکتی ہو تو کرو۔ چنانچہ عین اس وقت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ صبح کی نماز میں مصروف تھے [حضرت] زینبؓ نے گھر کے اندر سے بلند آواز سے پکار کر کہا کہ ”اے مسلمانو! مَیں نے ابوالعاص کو پناہ دی ہے۔“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ ”جو کچھ زینب نے کہا ہے وہ آپ لوگوں نے سن لیا ہوگا۔ واللہ! مجھے اس کا علم نہیں تھا۔“ یہ بات میرے علم میں نہیں تھی ”مگر مومنوں کی جماعت ایک جان کا حکم رکھتی ہے اگر ان میں سے کوئی کسی کافر کو پناہ دے تو اس کا احترام لازم ہے۔“ پھر آپؐ نے [حضرت] زینبؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ ”جسے تم نے پناہ دی ہے اسے ہم بھی پناہ دیتے ہیں“ اور جو مال اس مہم میں ابوالعاص سے حاصل ہوا تھا وہ اسے لوٹا دیا۔ پھر آپؐ گھر میں تشریف لائے اور اپنی صاحبزادی زینبؓ سے فرمایا ”ابوالعاص کی اچھی طرح خاطر تواضع کرو۔ مگر اس کے ساتھ خلوت میں مت ملو کیونکہ موجودہ حالت میں تمہارا اسکے ساتھ ملنا جائز نہیں ہے۔“ چند روز مدینہ میں قیام کر کے ابوالعاص مکہ کی طرف واپس چلے گئے مگر اب ان کا مکہ میں جانا وہاں ٹھہرنے کی غرض

سے نہیں تھا کیونکہ انہوں نے بہت جلد اپنے لین دین سے فراغت حاصل کی اور کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر مسلمان ہو گئے۔ جس پر آپؐ نے حضرت زینبؓ کو ان کی طرف بغیر کسی جدید نکاح کے لوٹا دیا...... بعض روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ اس وقت حضرت زینبؓ اور ابوالعاص کا دوبارہ نکاح پڑھا گیا تھا مگر پہلی روایت زیادہ مضبوط اور صحیح ہے۔'' (سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم.اے، صفحہ 670-671) کہ نکاح کی ضرورت نہیں تھی۔ اس سے یہ فتویٰ بھی مل گیا کہ اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے کفر کی وجہ سے علیحدہ ہوتی ہے تو پھر خاوند کے ایمان لانے پر دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں ہوتی۔

حضرت زینبؓ اپنے خاوند کے اسلام قبول کرنے کے بعد زیادہ دیر تک زندہ نہ رہیں۔ آٹھ ہجری میں ان کا انتقال ہو گیا۔ حضرت ام ایمنؓ، حضرت سودہؓ، حضرت ام سلمہؓ اور حضرت ام عطیہؓ نے انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے مطابق غسل دیا۔ (سیر الصحابہ، جلد 6، صفحہ 90، دار الاشاعت کراچی 2004ء)

حضرت ام عطیہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں حکم دیا کہ وہ آپؐ کی بیٹی کو غسل دیں تو آپؐ نے فرمایا تھا اس کے داہنے پہلو سے اور وضو کے اعضاء سے شروع کرنا۔ ایک دوسری روایت میں اس کی تفصیل یوں ملتی ہے کہ حضرت ام عطیہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینبؓ فوت ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا اس کو طاق یعنی تین یا پانچ دفعہ غسل دینا اور پانچویں دفعہ کافور ڈالنا یا فرمایا کچھ کافور ڈالنا۔ جب تم ان کو غسل دے چکو تو مجھے اطلاع کرنا۔ وہ کہتی ہیں کہ ہم نے آپؐ کو اطلاع دی۔ آپؐ نے ہمیں اپنا ازار عطا فرمایا اور فرمایا اسے اسکا شعار بنا دینا۔ (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فی غسل المیت، حدیث 2173، 2176) کپڑا جو کمر پہ باندھتے ہیں وہ دیا۔ شعار وہ کپڑا ہے جو بدن کے ساتھ لگا ہوا ہو۔ (لغات الحدیث، جلد 2، صفحہ 486، نعمانی کتب خانہ لاہور 2005ء)

اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ خود قبر میں اترے اور اپنی صاحبزادی کو سپرد خاک کیا۔ حضرت زینبؓ نے اولاد میں دو بچے چھوڑے۔ علی اور امامہ۔ ایک روایت کے مطابق علی نے بچپن میں ہی وفات پائی جبکہ دوسری روایت کے مطابق سن رُشد کو پہنچے۔ ابن عساکر نے لکھا ہے کہ یرموک کے معرکے میں انہوں نے شہادت پائی۔ فتح مکہ میں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے۔

(سیر الصحابہ، جلد 6، صفحہ 90، دار الاشاعت کراچی 2004ء)

حضرت امامہؓ کے بارے میں آتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ نے ان کے ساتھ نکاح کر لیا تھا۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جلد 8، صفحہ 25، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

حضرت ابوالعاصؓ کا تجارتی کاروبار مکّہ میں تھا اس لیے وہ مدینہ میں قیام نہ کر سکتے تھے۔ چنانچہ قبولِ اسلام کے بعد وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر پھر مکّہ لوٹ آئے۔ مکّہ کے قیام کی وجہ سے انہیں غزوات میں شرکت کا موقع نہ مل سکا۔ صرف ایک سریہ میں جو دس ہجری میں حضرت علیؓ کی سرکردگی میں بھیجا گیا تھا اس میں شریک ہوئے۔ حضرت علیؓ نے یمن سے واپسی میں انہیں یمن کا عامل بنایا تھا۔ حضرت زینبؓ کے انتقال کے بعد ابوالعاص بھی زیادہ عرصہ زندہ نہ رہے اور بارہ ہجری میں انہوں نے وفات پائی۔ (سیر الصحابہ، جلد 7، صفحہ 491، دار الاشاعت کراچی) (اسد الغابۃ، جلد 6، صفحہ 182-183، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے ابوالعاص کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کا تذکرہ کرتے ہوئے اس طرح لکھا ہے: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ابوالعاص بن الربیع حضرت خدیجہؓ مرحومہ کے قریبی رشتہ دار یعنی حقیقی بھانجے تھے اور باوجود مشرک ہونے کے ان کا سلوک اپنی بیوی سے بہت اچھا تھا اور مسلمان ہونے کے بعد بھی میاں بیوی کے تعلقات بہت خوشگوار رہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جہت سے ابوالعاص کی بہت تعریف فرمایا کرتے تھے کہ اس نے میری لڑکی کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا ہے۔ ابوالعاص حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں 12ھ میں فوت ہوئے مگر ان کی زوجہ محترمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی فوت ہو گئیں۔'' اس روایت سے تو یہ لگتا ہے کہ حضرت علیؓ کے بارے میں پہلے جو روایت ہے کہ انہوں نے عامل بنایا وہ ذرا مشکوک ہے۔ ''ان کی لڑکی امامہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت عزیز تھی حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ کے نکاح میں آئیں مگر اولاد سے محروم رہیں۔''

(سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 674)

غزوۂ سویق دو ہجری ذو الحجہ میں ہوا۔ غزوۂ سویق کا سبب یہ ہے کہ جب مشرکین شکست خوردہ اور غمناک، مکّہ کی طرف واپس آئے تو ابوسفیان نے خود پر تیل لگانا حرام کر دیا۔ اس نے نذر مانی کہ وہ غسل نہیں کرے گا یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ سے بدر کا انتقام لے لے۔ ایک روایت کے مطابق ابوسفیان دو سو سواروں کے ساتھ جبکہ دوسری روایت کے مطابق چالیس سواروں کو لے کر اپنی قسم کو پورا کرنے کیلئے نکلا اور مدینے کی طرف جانے والا عام اور معمول کا راستہ ترک کرتے ہوئے نجد کے راستے روانہ ہوا۔ جب وہ وادی قَنَاۃ کے سرے پر پہنچا تو اس نے یَتِیب نامی پہاڑ کے قریب پڑاؤ ڈالا جو مدینے سے قریباً بارہ میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ قَنَاۃ مدینہ اور احد کے درمیان مدینہ کی تین مشہور وادیوں میں سے ایک وادی ہے۔ وہ رات کے وقت نکلا اور رات کی تاریکی میں ہی قبیلہ بنو نضیر کی طرف گیا اور حُیَیِّ بِن اخطب کے پاس پہنچ کر اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا۔ پھر ابوسفیان وہاں سے سَلَّام بن مِشْکَم کے پاس گیا جو اس وقت بنو نضیر کا سردار اور ان کا خزانچی تھا۔ ابوسفیان نے اس سے اجازت مانگی۔ اس نے اجازت دے دی اور اس کی خاطر تواضع کی، کھلایا پلایا اور لوگوں کی راز کی باتیں بتائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز بتائے یعنی کہ آپؐ کا جو بھی روزانہ کا معمول تھا اسکے بارے میں بتایا کہ کیا کرتے ہیں، کس وقت کہاں ہوتے ہیں۔ پھر ابوسفیان رات کے آخری حصے میں وہاں سے روانہ ہوا اور اپنے ساتھیوں سے جا ملا۔ پھر اس نے قریش کے چند لوگوں کو مدینے کے نواح میں عُرَیْض نامی جگہ کی طرف بھیجا۔ عُرَیْض بھی مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر ایک نخلستان ہے۔ انہوں نے وہاں کھجوروں کے درختوں کے کئی جھنڈ جلا دیے اور ایک انصاری شخص اور اس کے حلیف کو قتل کر دیا۔ ایک روایت میں اس انصاری کا نام حضرت معبد بن عمروؓ بیان ہوا ہے۔ پھر جب ابوسفیان نے سمجھا کہ اس کی قسم پوری ہو چکی ہے، نقصان جو اس نے پہنچا دیا تو کچھ نہ کچھ بدلہ لے لیا۔ انتقام کی آگ کچھ ٹھنڈی ہوئی تو وہ اپنا لشکر لے کر مکّہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابوسفیان نے یہ کام اس وقت سرانجام دیا جس رات وہ سَلّام بن مِشکم سے مل کر واپس آیا تھا۔

بہرحال جب لوگوں کو اس بات کا علم ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں حضرت ابولُبابہ بشیر بن عبد المنذرؓ کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور ہجرت کے بائیسویں ماہ، پانچ ذو الحجہ کو اتوار کے دن مہاجرین اور انصار میں سے دو سو صحابہ کو ساتھ لے کر ان کے تعاقب میں نکلے یہاں تک کہ آپؐ قَرقَرَۃُ الکُدْر پہنچ گئے۔ قَرقَرَۃُ الکُدْر، مَعْدِن کے نواح میں اَرحَضِیّۃ کے قریب ایک جگہ ہے۔ اسکے اور مدینہ کے درمیان چھیانوے میل کی مسافت ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بنو سُلَیم کا چشمہ ہے۔

بہرحال ابوسفیان اور اس کا لشکر چھپتے چھپاتے بھاگتے جا رہے تھے اور ستو کے تھیلے پھینکتے جا رہے تھے اور یہی ان کا عام زادِ راہ تھا۔ مسلمان انہیں اٹھاتے جا رہے تھے۔ اس لیے اس غزوہ کا نام غزوۃ السویق یعنی ستووں والا غزوہ پڑ گیا۔ عربی میں ستو کو سویق کہتے ہیں۔

ابوسفیان اور اس کا لشکر بھاگ گیا۔ مسلمان انہیں پکڑ نہ سکے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف واپس تشریف لے آئے۔ جب صحابہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واپس آ رہے تھے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! کیا آپؐ پسند کرتے ہیں کہ یہ ہمارے لیے غزوہ ہو۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔

(سبل الهدیٰ والرشاد، جلد 4، صفحہ 174، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء) (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جلد 2، صفحہ 22-23، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء) (سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از علامہ شبلی نعمانی جلد اول، صفحہ 211) (سیرت انسائیکلوپیڈیا، جلد 6، صفحہ 65-66) (فرہنگ سیرت، صفحہ 242، 239، 234، مطبوعہ زوار اکیڈمی کراچی)

یہ غزوہ ہی ہے چاہے جنگ ہوئی ہے یا نہیں ہوئی۔

اس کی تفصیل سیرت خاتم النبیینؐ میں یوں بیان ہوئی ہے کہ ''بدر کے بعد ابوسفیان نے قسم کھائی تھی کہ جب تک مقتولین بدر کا انتقام نہ لے لے گا کبھی اپنی بیوی کے پاس نہ جائے گا اور نہ کبھی اپنے بالوں کو تیل لگائے گا۔ چنانچہ بدر کے دو تین ماہ بعد ذو الحجہ کے مہینہ میں ابوسفیان دو سو مسلح قریش کی جمعیت کو اپنے ساتھ لے کر مکہ سے نکلا اور نجدی راستہ کی طرف سے ہوتا ہوا مدینہ کے پاس پہنچ گیا۔ یہاں پہنچ کر اس نے اپنے لشکر کو تو مدینہ سے کچھ فاصلہ پر چھوڑا اور خود رات کی تاریکی کے پردہ میں چھپتا ہوا یہودی قبیلہ بنو نضیر کے رئیس حُیَیبن اَخطَب کے مکان پر پہنچا اور اس سے امداد چاہی مگر چونکہ اسکے دل میں اپنے عہد و پیمان کی کچھ یاد باقی تھی اس نے انکار کیا۔'' اس نے کہا ہمارا عہد ہے میں نہیں بتا سکتا تمہیں، نہ پناہ دے سکتا ہوں۔ ''پھر ابوسفیان اسی طرح چھپتا ہوا بنو نضیر کے دوسرے رئیس سلام بن مشکم کے مکان پر گیا اور اس سے مسلمانوں کے خلاف اعانت کا طلب گار ہوا۔ اس بدبخت نے کمال جرأت کے ساتھ سارے عہد و پیمان کو بالائے طاق رکھ کر ابوسفیان کی بڑی آؤ بھگت کی اور اسے اپنے پاس رات کو مہمان رکھا اور اس سے مسلمانوں کے حالات کے متعلق مخبری کی۔ صبح ہونے سے قبل ابوسفیان وہاں سے نکلا اور اپنے لشکر میں پہنچ کر اس نے قریش کے ایک دستے کو مدینہ کے قریب عریض کی وادی میں چھاپہ مارنے کیلئے روانہ کر دیا۔ یہ وہ وادی تھی جہاں ان ایام میں مسلمانوں کے جانور چرا کرتے تھے اور جو مدینہ سے صرف تین میل پر تھی اور غالباً اسکا حال ابوسفیان کو سلام بن مشکم سے معلوم ہوا ہو گا۔ جب قریش کا یہ دستہ وادی عریض میں پہنچا تو خوش قسمتی سے اس وقت مسلمانوں کے جانور وہاں موجود نہ تھے، البتہ ایک مسلمان انصاری اور اس کا ایک ساتھی اس وقت وہاں موجود تھے۔ قریش نے ان دونوں کو پکڑ کر ظالمانہ طور پر قتل کر دیا۔ اور پھر کھجوروں کے درختوں کو آگ لگا کر اور وہاں کے مکانوں اور جھونپڑیوں کو جلا کر ابوسفیان کی قیام گاہ کی طرف واپس لوٹ گئے۔ ابوسفیان نے اس کامیابی کو اپنی قسم کے پورا ہونے کیلئے کافی سمجھ کر لشکر کو واپسی کا حکم دیا۔ دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوسفیان کے حملہ کی اطلاع ہوئی تو آپؐ صحابہ کی ایک جماعت ساتھ لے کر اس کے تعاقب میں نکلے مگر چونکہ ابوسفیان اپنی قسم کے ایفاء کو مشکوک نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ ایسی سراسیمگی کے ساتھ بھاگا کہ مسلمان اسکے لشکر کو پہنچ نہیں سکے اور بالآخر چند دن کی غیر حاضری کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس لوٹ آئے۔'' انہوں نے بھی یہی لکھا ہے کہ ''اس غزوہ کو غزوۂ سویق کہتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ جب ابوسفیان مکہ کو واپس لوٹا تو تعاقب کے خیال کی وجہ سے کچھ تو گھبراہٹ میں اور کچھ اپنا بوجھ ہلکا کرنے کیلئے وہ اپنا سامانِ رسد جو زیادہ تر سویق یعنی ستو کے تھیلوں پر مشتمل تھا راستہ میں پھینکتا گیا تھا۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 453-454)

غزوۂ سویق کے متعلق آتا ہے کہ اس نام کا غزوہ چار ہجری میں غزوۂ احد کے بعد بھی ہوا تھا۔ چنانچہ طبری نے دو سویق نامی غزوات کا ذکر کیا ہے۔

ایک غزوۂ بدر سے پہلے جس کی تفصیلات ابھی بیان ہوئی ہیں۔ یہ غالباً غزوۂ احد ہو گا جس کی تفصیلات بیان ہوئی ہیں اور دوسرا غزوۂ احد کے بعد لیکن باقی سیرت کی کتابوں میں جیسے سیرت ابن ہشام، سبل الهدیٰ وغیرہ نے

اس غزوہ کو غزوۂ بَدْرُ الْمَوْعِد کے نام سے بیان کیا ہے۔ اس غزوہ کی بھی تفصیل تھوڑی سی بیان کر دیتا ہوں۔ خلاصۃً یوں ہے کہ ابوسفیان نے احد کے دن واپس جانے کا ارادہ کیا تو آواز لگائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان ایک سال بعد بَدْرُ الصَّفْرَاء کا وعدہ ہے ہم وہاں لڑیں گے۔ عرب کے جمع ہونے کی جگہ اور یہ بَدْرُ الصَّفْرَاء ان کا بازار تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو ارشاد فرمایا کہ کہو ٹھیک ہے۔ انشاء اللہ۔ تو لوگ اس وعدے پر منتشر ہو گئے۔ چنانچہ احد کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوسفیان سے ہونے والے وعدہ کے مطابق اگلے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کو روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر ابوسفیان کے انتظار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ راتیں قیام فرمایا۔ ابوسفیان اہل مکہ کے ساتھ مَرُّ الظَّهْرَان کے نواح میں مَجَنَّہ آ کر ٹھہرا۔ مَجَنَّہ بھی مکّہ سے چند میل پر مر الظہر ان میں جبل الاصفر کے قریب ایک شہر ہے۔ اس کے بعد خشک سالی کا بہانہ بنا کر اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس چلا گیا۔ اسے آگے آنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اہل مکہ اس فوج کو جیش السویق کہنے لگے کیونکہ یہ ستو پیتے ہوئے گئے تھے۔

(ماخوذ از تاریخ طبری، جلد 2، صفحہ 87، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء) (سبل الھدی والرشاد، جلد 4، صفحہ 337، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت 1993ء) (فرہنگ سیرت، صفحہ 259، مطبوعہ زوار اکیڈیمی کراچی)

پہلی عیدالاضحیٰ کے بارے میں لکھا ہے کہ دو ہجری میں غزوۂ سویق سے واپسی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدالاضحیٰ ادا فرمائی۔ یہ مسلمانوں کی پہلی عیدالاضحیٰ تھی۔ ذوالحجہ کی دس تاریخ کو آپؐ اپنے اصحاب کے ہمراہ مدینہ سے باہر تشریف لے گئے۔ باجماعت نماز ادا فرمائی اور وہیں اپنے دستِ مبارک سے قربانی بھی کی۔

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ، جلد 6، صفحہ 362-363، مطبوعہ دارالمعارف لاہور 2022ء)

ایک روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بنوقینقاع سے واپس مدینہ تشریف لائے تو عیدالاضحیٰ آ گئی۔ آپؐ نے اور آپ کے صحابہ میں سے جس کو قربانی میسر تھی دسویں ذوالحجہ کو قربانی کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ عیدگاہ تشریف لے گئے۔ وہاں آپؐ نے عیدالاضحیٰ کی پہلی نماز پڑھائی۔ عیدالاضحیٰ کی یہ پہلی نماز ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں صحابہ کو پڑھائی اور وہیں عیدگاہ میں آپؐ نے اپنے ہاتھ سے دو بکریاں یا ایک بکری ذبح کی۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ غزوۂ بنوقینقاع سے واپس آ کر ہم نے ذوالحجہ کی دسویں تاریخ میں قربانی کی۔ یہ پہلی قربانی تھی جو مسلمانوں کے سامنے ہوئی۔ ہم نے بنوسلمہ میں قربانی کی تھی۔ میں نے قربانیوں کا شمار کیا۔ اس روز اس مقام پر سترہ قربانیاں شمار کی گئیں۔ (تاریخ طبری، جلد 2، صفحہ 49، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء) یہ حوالہ تاریخ طبری میں سے ہے۔

سیرت خاتم النبیینؐ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اسکے ضمن میں یوں لکھا ہے کہ ''اسی سال ماہ ذی الحجہ میں دوسری اسلامی عید یعنی عیدالاضحیٰ مشروع ہوئی جو ماہ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو تمام اسلامی دنیا میں منائی جاتی ہے۔ اس عید میں علاوہ نماز کے جو ہر سچے مسلمان کی حقیقی عید ہے ہر ذی استطاعت مسلمان کیلئے واجب ہوتا ہے کہ اپنی طرف سے کوئی چوپایہ جانور قربان کر کے اسکا گوشت اپنے عزیز و اقارب اور دوستوں اور ہمسایوں اور دوسرے لوگوں میں تقسیم کرے اور خود بھی کھائے۔'' حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ذرا تفصیل اس لیے لکھ دیتے ہیں تا کہ بنیادی مسائل کا بھی بیچ میں پتہ لگتا رہے۔ تو یہ ہے اس گوشت کی تقسیم جو قربانی کا ہے۔ ''چنانچہ عیدالاضحیٰ کے دن اور اسکے بعد دو دن تک تمام اسلامی دنیا میں لاکھوں کروڑوں جانور فی سبیل اللہ قربان کئے جاتے ہیں اور اس طرح مسلمانوں کے اندر عملی طور پر اس عظیم الشان قربانی کی یاد زندہ رکھی جاتی ہے جو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت ہاجرہؑ نے پیش کی اور جس کی بہترین مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تھی اور ہر ایک مسلمان کو ہوشیار کیا جاتا ہے کہ وہ بھی اپنے آقا و مالک کی راہ میں اپنی جان اور مال اور اپنی ہر ایک چیز قربان کر دینے کے واسطے تیار رہے۔ یہ عید بھی عیدالفطر کی طرح ایک عظیم الشان اسلامی عبادت کی تکمیل پر منائی جاتی ہے اور وہ عبادت حج ہے۔''

(سیرت خاتم النبیین ﷺ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 454-455)

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح بھی دو ہجری میں ہوا۔ حضرت علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت فاطمہؓ سے عقد کی درخواست کی جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بخوشی قبول فرمایا۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ اور پھر حضرت عمرؓ دونوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر حضرت فاطمہؓ سے شادی کی درخواست کی لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور انہیں کوئی جواب نہیں دیا لیکن یہ ہے کہ پہلے حضرت عمرؓ و ابوبکرؓ نے کہا تھا۔ پھر بعد میں حضرت علیؓ نے کہا تھا جو آگے روایات کھلتی ہیں۔ بہر حال حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپؐ حضرت فاطمہؓ کی شادی مجھ سے کریں گے! آپؐ نے فرمایا کیا تمہارے پاس مہر کیلئے کچھ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میرا گھوڑا اور میری زرہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا گھوڑا تو تمہارے لیے ضروری ہے البتہ زرہ کو بیچ دو۔ چنانچہ میں نے اپنی زرہ کو چار سو اسّی درہم میں بیچ کر حق مہر کی رقم کا انتظام کیا۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے زرہ حضرت عثمانؓ کو بیچی اور حضرت عثمانؓ نے زرہ کی قیمت بھی ادا کر دی اور زرہ بھی واپس کر دی۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں وہ رقم لے کر آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں رکھ دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے مٹھی بھر بلال کو دیتے ہوئے فرمایا اس سے کچھ خوشبو خرید لاؤ اور کچھ لوگوں کو ارشاد فرمایا کہ حضرت فاطمہؓ کا جہیز تیار کرو۔ چنانچہ حضرت فاطمہؓ کیلئے ایک چارپائی، چمڑے کا ایک تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی یہ سب تیار کیا گیا۔ تو یہ ہے حق مہر کا استعمال۔ اس طرح بھی ہوسکتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں شادی ہوگئی تو ہم حق مہر نہیں دیں گے لیکن وہاں یہ مثال نظر آتی ہے کہ حق مہر سے ہی خرچ پورا ہوا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ سے یہ رشتہ کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا: میرے ربّ نے مجھے ایسا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

رخصتی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا جب فاطمہ تمہارے پاس آئیں تو جب تک میں نہ آؤں کوئی بات نہ کرنا۔ چنانچہ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ حضرت ام ایمنؓ کے ساتھ آئیں اور گھر کے ایک حصے میں بیٹھ گئیں۔ میں بھی ایک طرف بیٹھ گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کیا میرا بھائی یہاں ہے؟ ام ایمن نے کہا کہ آپؐ کا بھائی؟ اور آپؐ نے اپنی بیٹی کی شادی اس سے کی ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں کیونکہ ایسے رشتے میں شادی ہوسکتی ہے وہ بہر حال سگا بھائی نہیں ہے اور اس طرح کزن کے ساتھ ہوسکتی ہے۔ آپؐ اندر تشریف لائے اور حضرت فاطمہؓ سے کہا میرے پاس پانی لاؤ۔ وہ اٹھیں اور گھر میں رکھے ہوئے ایک پیالے میں پانی لائیں۔ آپؐ نے اسے لیا اور پھر منہ میں کچھ دیر رکھ کر دوبارہ پیالے میں ڈال دیا۔ پھر حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ آگے بڑھو۔ وہ آگے ہوئیں۔ آپؐ نے ان پر اور ان کے سر پر کچھ پانی چھڑکا اور دعا دیتے ہوئے کہا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اے اللہ! اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دوسری طرف رخ کرو۔ جب انہوں نے دوسری طرف رخ کیا تو آپؐ نے ان کے کندھوں کے درمیان پانی چھڑکا۔ پھر ایسا ہی حضرت علیؓ کے ساتھ کیا۔ حضرت علیؓ سے فرمایا اپنے اہل کے پاس جاؤ اور اللہ کا نام اور برکت کے ساتھ۔

اسی طرح حضرت علیؓ سے ایک روایت مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن میں وضو کیا پھر اس پانی کو حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ پر چھڑکا اور فرمایا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِمَا وَبَارِكْ لَهُمَا فِيْ شَمْلِهِمَا اے اللہ! ان دونوں میں برکت رکھ اور ان دونوں کے جمع ہونے میں برکت رکھ دے۔

حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ارشاد فرمایا کہ ہم فاطمہ کو تیار کریں یہاں تک کہ ہم اس کو حضرت علیؓ کے پاس لے جائیں چنانچہ ہم گھر کی طرف متوجہ ہوئے۔ ہم نے اس کو بطحا کے نواح کی نرم مٹی سے لیپا۔ پہلے گھر ٹھیک کیا۔ پھر کھجور کے ریشوں سے دو تکیے بھرے۔ ہم نے اس کو اپنے ہاتھوں سے دُھنا۔ پھر ہم نے کھجور اور منقہ کھانے کیلئے اور میٹھا پانی پینے کیلئے رکھا اور ایک لکڑی لی اور اس کو کمرے میں ایک طرف لگا دیا تا کہ اس پر کپڑے وغیرہ لٹکائے جاسکیں اور اس پر مشکیزہ لٹکایا جائے۔

ہم نے حضرت فاطمہؓ کی شادی سے اچھی شادی کوئی نہیں دیکھی۔ دعوت ولیمہ کھجور، جَو، پنیر اور حَیْس پر مشتمل تھا۔ حَیْس اس کھانے کو کہتے ہیں جو کھجور اور گھی اور پنیر وغیرہ سے ملا کر بنایا جاتا ہے۔ حضرت اسماء بنت عمیسؓ بیان کرتی ہیں کہ اس زمانے میں اس دعوت ولیمہ سے بہتر کوئی ولیمہ نہیں ہوا۔

(شرح العلامہ الزرقانی علی المواھب اللدنی، جلد 2، صفحہ 357 تا 366، ذکر تزویج علی بفاطمۃ دارالکتب العلمیۃ 1996ء) (تاریخ الخمیس، جزء 2، صفحہ 77، فی الوقائع من اول ھجرتہ ﷺ الی وفاتہ دارالکتب العلمیۃ بیروت 2009ء) (سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب الولیمۃ، حدیث نمبر 1911) (طبقات الکبریٰ، جزء 8، صفحہ 19، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1990ء) (لغات الحدیث، جلد 1، صفحہ 542، نعمانی کتب خانہ لاہور 2005ء)

یہ وہ شادی اور دعوت ولیمہ ہے جو سادگی کی مثال ہے۔ حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کی شادی کا تفصیلی تذکرہ کرتے ہوئے سیرت خاتم النبیینؐ میں لکھا ہے۔ یہ بھی بیان کر دیتا ہوں۔ بعض باتیں اس میں زائد بھی ہیں اس لیے بیان ضروری ہے۔ لکھا ہے کہ ''حضرت فاطمہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس اولاد میں سب سے چھوٹی تھیں جو حضرت خدیجہؓ کے بطن سے پیدا ہوئی۔ اور آپؐ اپنی اولاد میں سب سے زیادہ حضرت فاطمہؓ کو عزیز رکھتے تھے اور اپنی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے وہی اس امتیازی محبت کی سب سے زیادہ اہل تھیں۔'' ان میں خوبیاں بھی بہت تھیں۔ ''اب ان کی عمر کم وبیش پندرہ سال کی تھی اور شادی کے پیغامات آنے شروع ہو گئے تھے۔ سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ کیلئے حضرت ابوبکرؓ نے درخواست کی، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر کر دیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے عرض کیا مگر ان کی درخواست بھی منظور نہ ہوئی۔ اسکے بعد ان دونوں بزرگوں نے یہ سمجھ کر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ حضرت علیؓ کے متعلق معلوم ہوتا ہے حضرت علیؓ سے تحریک کی کہ تم فاطمہؓ کے متعلق درخواست کر دو۔ حضرت علیؓ نے جو غالباً پہلے سے خواہش مند تھے مگر بوجہ حیا خاموش تھے فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست پیش کر دی۔ دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائی وحی کے ذریعہ یہ اشارہ ہو چکا تھا کہ حضرت فاطمہؓ کی شادی حضرت علیؓ سے ہونی چاہئے، چنانچہ حضرت علیؓ نے درخواست پیش کی تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھے تو اس کے متعلق پہلے سے خدائی اشارہ ہو چکا ہے۔ پھر آپؐ نے حضرت فاطمہؓ سے پوچھا وہ بوجہ حیا کے خاموش رہیں۔'' بولی نہیں لیکن شرمائیں۔ تو لکھتے ہیں کہ ''یہ ایک طرح سے اظہارِ رضا تھا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت کو جمع کر کے حضرت علیؓ اور فاطمہؓ کا نکاح پڑھ دیا۔ یہ سنہ 2 ہجری کی ابتداء یا وسط کا واقعہ ہے۔ اسکے بعد جب جنگ بدر ہو چکی تو غالباً ماہ ذوالحجہ سنہ 2 ہجری میں رخصتانہ کی تجویز ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بلا کر دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس مہر کی ادائیگی کیلئے کچھ ہے یا نہیں؟ حضرت علیؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہؐ! میرے پاس تو کچھ نہیں۔ آپؐ نے فرمایا وہ زرہ کیا ہوئی جو میں نے اس دن (یعنی بدر کے مغانم میں سے) تمہیں دی تھی؟'' جو غنیمت کا مال ملا تھا اس میں سے زرہ میں نے تمہیں دی تھی وہ کہاں گئی؟ ''حضرت علیؓ نے عرض کیا وہ تو ہے۔

آپؐ نے فرمایا: بس وہی لے آؤ۔ چنانچہ یہ زرہ چار سو اسی درہم میں فروخت کردی گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی رقم میں سے شادی کے اخراجات مہیا کئے۔ جو جہیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ کو دیا وہ ایک بیل دار چادر۔ ایک چمڑے کا گدیلا جس کے اندر کھجور کے خشک پتے بھرے ہوئے تھے اور ایک مشکیزہ تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے حضرت فاطمہؓ کے جہیز میں ایک چکی بھی دی تھی۔ جب یہ سامان ہو چکا تو مکان کی فکر ہوئی۔ حضرت علیؓ اب تک غالباً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد کے کسی حجرہ وغیرہ میں رہتے تھے مگر شادی کے بعد یہ ضروری تھا کہ کوئی الگ مکان ہو جس میں خاوند بیوی رہ سکیں، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے ارشاد فرمایا کہ اب تم کوئی مکان تلاش کرو جس میں تم دونوں رہ سکو۔ حضرت علیؓ نے عارضی طور پر ایک مکان کا انتظام کیا اور اس میں حضرت فاطمہؓ کا رخصتانہ ہو گیا۔ اسی دن رخصتانہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان پر تشریف لے گئے اور تھوڑا سا پانی منگا کر اس پر دعا کی اور پھر وہ پانی حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ ہر دو پر یہ الفاظ فرماتے ہوئے چھڑکا: ''پہلے بھی میں دعا بتا چکا ہوں کہ ''اَللّٰھُمَّ بَارِكْ فِيْهِمَا وَبَارِكْ عَلَيْهِمَا وَبَارِكْ لَهُمَا نَسْلَهُمَا۔'' یہ دعا ہے جو شادی کرنے والے جوڑوں کیلئے ان کے ماں باپ کو بھی کرنی چاہئے۔

آج کل شادی کے بعد لڑکا لڑکی میں جو مسائل پیدا ہو جاتے ہیں ان میں اضافہ بھی ہو رہا ہے۔ اسکی وجہ صرف دنیا کی ہوا و ہوس ہے جو بہت زیادہ ہو گئی ہے اور دین اور خدا تعالیٰ کے احکامات پر توجہ کم ہے۔ اگر دین کو مقدم رکھا جائے اور اس طرح دعا کی جائے اور اس طرح والدین بھی اپنا کردار ادا کریں تو رشتے قائم رہ سکتے ہیں۔

بہر حال اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ ''یعنی اے میرے اللہ! تو ان دونوں کے باہمی تعلقات میں برکت دے اور ان کے ان تعلقات میں برکت دے جو دوسرے لوگوں کے ساتھ قائم ہوں اور ان کی نسل میں برکت دے۔'' اور پھر آپؐ اس نئے جوڑے کو اکیلا چھوڑ کر واپس تشریف لے آئے۔ اسکے بعد جو ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے تو حضرت فاطمہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حارِثہ بن نُعمان انصاریؓ کے پاس چند ایک مکانات ہیں آپؐ ان سے فرماویں کہ وہ اپنا کوئی مکان خالی کر دیں۔'' ہمارے لیے ہم وہاں چلے جائیں آپؐ کے قریب آ جائیں۔'' آپؐ نے فرمایا وہ ہماری خاطر اتنے مکانات پہلے ہی خالی کر چکے ہیں، اب مجھے تو انہیں کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ حارثہ کو کسی طرح اس کا علم ہوا تو وہ بھاگے آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! میرا جو کچھ ہے وہ حضور کا ہے اور واللہ! جو چیز آپؐ مجھ سے قبول فرما لیتے ہیں وہ مجھے زیادہ خوشی پہنچاتی ہے بہ نسبت اس چیز کے جو میرے پاس رہتی ہے اور پھر اس مخلص صحابیؓ نے باصرار اپنا ایک مکان خالی کروا کے پیش کر دیا اور حضرت علیؓ اور فاطمہؓ وہاں اٹھ گئے۔

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 455-456)

حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ اپنی تنگدستی اور غربت کے باوجود زہد و قناعت کا نمونہ دکھایا کرتے تھے۔ چنانچہ احادیث میں ذکر ہے کہ حضرت علیؓ نے بیان فرمایا کہ حضرت فاطمہؓ نے چکی چلانے سے اپنے ہاتھ میں تکلیف کی شکایت کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گئیں اور آپؐ کو نہ پایا۔ آپؓ حضرت عائشہؓ سے ملیں اور ان کو بتایا کہ کس طرح میں آئی تھی۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے حضرت فاطمہؓ کے اپنے ہاں آنے کا بتایا۔ حضرت فاطمہؓ کہتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر ہمارے گھر تشریف لے آئے جبکہ ہم اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے۔ ہم کھڑے ہونے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی جگہوں پر ٹھہرے رہو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان بیٹھ گئے یہاں تک کہ میں نے آپؐ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے پر محسوس کی۔ آپؐ نے فرمایا: کیا میں تم دونوں کو اس سے بہتر بات نہ بتاؤں جو تم نے مانگا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب تم دونوں اپنے بستروں پر لیٹو تو چونتیس 34 مرتبہ اللہ اکبر کہو، تینتیس 33 دفعہ سبحان اللہ کہو اور تینتیس 33 دفعہ الحمد للہ کہو۔ یہ تم دونوں کیلئے خادم سے زیادہ بہتر ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپؐ سے خادم مانگنے کیلئے حاضر ہوئیں اور کام کی شکایت کی تو آپؐ نے فرمایا: تم اس خادم کو ہمارے پاس نہیں پاؤ گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تجھے ایسی بات نہ بتاؤں جو تیرے لیے خادم سے بہتر ہے۔ تم اپنے بستر پر جاتے ہوئے تینتیس 33 دفعہ سبحان اللہ کہو، تینتیس 33 مرتبہ الحمد للہ کہو اور چونتیس 34 دفعہ اللہ اکبر کہو۔ یہ مسلم کی روایت ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعا والتوبۃ...... باب التسبیح اوّل النہار وعند النوم، حدیث نمبر 6915، 6918)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کو بخاری کے حوالے سے آپ نے بیان فرمایا ہے۔ فرمایا کہ ''حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے شکایت کی کہ چکّی پیسنے سے انہیں تکلیف ہوتی ہے۔ اسی عرصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ غلام آئے۔ پس آپؓ آنحضرتؐ کے پاس تشریف لے گئیں لیکن آپؐ کو گھر پر نہ پایا۔ اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنی آمد کی وجہ سے اطلاع دے کر گھر لوٹ آئیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے جنابؐ کو حضرت فاطمہؓ کی آمد کی اطلاع دی جس پر آپؐ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے۔ میں نے آپؐ کو آتے دیکھ کر چاہا کہ اٹھوں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ پر لیٹے رہو۔ پھر ہم دونوں کے درمیان آ کر بیٹھ گئے یہاں تک کہ آپؐ کے قدموں کی خنکی میرے سینہ پر محسوس ہونے لگی۔ جب آپؐ بیٹھ گئے تو آپؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں کوئی ایسی بات نہ بتا دوں جو اس چیز سے جس کا تم نے سوال کیا ہے بہتر ہے اور وہ یہ کہ جب تم اپنے بستروں پر لیٹ جاؤ تو چونتیس 34 دفعہ تکبیر کہو اور تینتیس 33 دفعہ سبحان اللہ کہو اور تینتیس 33 دفعہ الحمد للہ کہو۔ پس یہ تمہارے لئے خادم سے اچھا ہوگا۔'' حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ''اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اموال کی تقسیم میں ایسے محتاط تھے کہ باوجود اس کے کہ حضرت فاطمہؓ کو ایک خادم کی ضرورت تھی اور چکّی پیسنے سے آپؓ کے ہاتھوں کو تکلیف ہوتی تھی مگر پھر بھی آپؐ نے ان کو خادم نہ دیا بلکہ دعا کی تحریک کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی متوجّہ کیا۔

آپؐ اگر چاہتے تو حضرت فاطمہؓ کو خادم دے سکتے تھے کیونکہ جو اموال تقسیم کیلئے آپؐ کے پاس آتے تھے وہ بھی صحابہؓ میں تقسیم کرنے کیلئے آتے تھے اور حضرت علیؓ کا بھی ان میں حق ہو سکتا تھا اور حضرت فاطمہؓ بھی اسکی حق دار تھیں لیکن آپؐ نے احتیاط سے کام لیا اور نہ چاہا کہ ان اموال میں سے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو دے دیں کیونکہ ممکن تھا کہ اس سے آئندہ لوگ کچھ کا کچھ نتیجہ نکالتے اور بادشاہ اپنے لئے اموال الناس کو جائز سمجھ لیتے''، لیکن بدقسمتی سے آجکل کے بادشاہ، مسلمان بادشاہ تو پھر بھی جائز ہی سمجھتے ہیں۔ ''پس احتیاط کے طور پر آپؐ نے حضرت فاطمہؓ کو ان غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو آپؐ کے پاس اس وقت بغرض تقسیم آئیں کوئی نہ دی۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جن اموال میں آپؐ کا اور آپ کے رشتہ داروں کا خدا تعالیٰ نے حصہ مقرر فرمایا ہے ان سے آپؐ خرچ فرما لیتے تھے اور اپنے متعلقین کو بھی دیتے تھے۔ ہاں جب تک کوئی چیز آپؐ کے حصہ میں نہ آئے اسے قطعاً خرچ نہ فرماتے اور اپنے عزیز سے عزیز رشتہ داروں کو بھی نہ دیتے۔

کیا دنیا کسی بادشاہ کی مثال پیش کر سکتی ہے جو بیت المال کا ایسا محافظ ہو۔ اگر کوئی نظیر مل سکتی ہے تو صرف اسی پاک وجود کے خدام میں سے ورنہ دوسرے مذاہب اس کی نظیر نہیں پیش کر سکتے۔''

(سیرۃ النبیؐ، انوار العلوم، جلد 1، صفحہ 544-545)

باقی ان شاء اللہ آئندہ۔ اس وقت میں دوبارہ دنیا کے حالات کے حوالے سے دعا کیلئے بھی کہنا چاہتا ہوں۔

اب تو مغربی دنیا بلکہ امریکہ کے بھی بعض لکھنے والوں نے اخباروں میں یہ لکھا ہے کہ بدلے کی بھی کوئی انتہا ہونی چاہئے اور امریکہ اور مغربی ممالک کو حماس اور اسرائیل کی جنگ میں اپنا کردار ادا کرنا چاہئے اور صلح اور جنگ بندی کی کوشش کرنی چاہئے لیکن لکھنے والے یہ بھی لکھتے ہیں کہ لگتا ہے یہ لوگ جنگ بند کروانے کی بجائے بھڑکانے پر تُلے ہوئے ہیں۔ اسی طرح امریکہ کی کل خبر تھی کہ وزارت خارجہ کے ایک بڑے افسر نے اس بات پر استعفیٰ دے دیا کہ اب انتہا ہو چکی ہے۔ فلسطینی معصوموں پر بہت زیادہ ظلم ہو رہا ہے اور بڑی طاقتوں کو اسکا خیال رکھنا چاہئے۔ تو ان لوگوں میں بھی شرفاء موجود ہیں۔ اسی طرح بعض دفعہ میڈیا پہ آتا ہے بعض یہودی ربائی (Rabbis) بھی ان کے حق میں بول رہے ہیں اور ظلم کے خلاف بول رہے ہیں۔

روس کے وزیر خارجہ نے بھی بیان دیا ہے کہ اگر اسی طرح یہ ممالک اپنا رویّہ رکھے رہے تو یہ جنگ پورے خطے میں پھیل جائے گی بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ دنیا میں پھیل جائے گی۔ پس ان لوگوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ اسی طرح مسلمان ممالک کو جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا ایک ہو کر اور ایک آواز ہو کر بولنا چاہئے۔ اگر دنیا کے ترپّن، چوّن ممالک کہے جاتے ہیں کہ مسلمان ہیں وہ ایک آواز میں بولیں تو یہ بڑی طاقت ہوگی اور اس کا اثر بھی ہوگا۔

ورنہ پھر اِکّا دُکّا آوازیں کوئی اثر نہیں رکھتیں اور یہی ایک طریقہ ہے دنیا میں امن قائم کرنے کا اور اس جنگ کے خاتمے کا۔ پس مسلمان ممالک کو دنیا کو تباہی سے بچانے کیلئے اپنا کردار ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی توفیق بھی دے۔ لیکن ہمیں بہرحال دعاؤں پر زور دینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اس جنگ کا خاتمہ کرے اور معصوم مظلوم فلسطینیوں کی حفاظت بھی فرمائے۔ ان پر مزید ظلم نہ ہوں اور ظلم کو جہاں بھی ظلم ہیں، دنیا سے ختم کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دعاؤں کی توفیق دے۔

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ

(سورۃ الحج: 31)

ترجمہ: پس بتوں کی پلیدی سے احتراز کرو اور جھوٹ کہنے سے بچو

طالب دعا: بی. ایم. خلیل احمد ولد مکرم بی. ایم. بشیر احمد صاحب و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

RAICHURI GROUP
BUILDERS & DEVELOPERS

طالب دعا
Abdul Rehman Raichuri
(Aka - Maqbool Ahmed)

RAICHURI GROUP OF COMPANIES
Raichuri Builders & Developers LLP
G M Builders & Developers
Raichuri Constructions

Our Corporate office
B Wing, Office no 007
Itkar Soc, Suresh Nagar, RTO, Andheri
West, Mumbai - 400053
Tel : 02226300634 / 9987652552
Email id :
raichuri.build.develop@gmail.com
gm.build.develop@gmail.com

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ رضی اللہ عنہ)

قتل کعب بن اشرف جمادی الآخرۃ 3 ہجری

بدر کی جنگ نے جس طرح مدینہ کے یہودیوں کی دلی عداوت کو ظاہر کردیا تھا اس کا ذکر غزوہ بنوقینقاع کے بیان میں گزر چکا ہے، مگر افسوس ہے کہ بنوقینقاع کی جلاوطنی بھی دوسرے یہودیوں کو اصلاح کی طرف مائل نہ کرسکی اور وہ اپنی شرارتوں اور فتنہ پردازیوں میں ترقی کرتے گئے۔ چنانچہ کعب بن اشرف کے قتل کا واقعہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ کعب گو مذہباً یہودی تھا لیکن دراصل یہودی النسل نہ تھا، بلکہ عرب تھا۔ اس کا باپ اشرف بنونبہان کا ایک ہوشیار اور چلتا پرزہ آدمی تھا جس نے مدینہ میں آکر بنونضیر کے ساتھ تعلقات پیدا کئے اور ان کا حلیف بن گیا اور بالآخر اس نے اتنا اقتدار اور رسوخ پیدا کرلیا کہ قبیلہ بنونضیر کے رئیس اعظم ابورافع بن ابی الحقیق نے اپنی لڑکی اسے رشتہ میں دے دی۔ اسی لڑکی کے بطن سے کعب پیدا ہوا جس نے بڑے ہوکر اپنے باپ سے بھی بڑھ کر رتبہ حاصل کیا۔ حتّٰی کہ بالآخر اسے یہ حیثیت حاصل ہوگئی کہ تمام عرب کے یہودی اسے گویا اپنا سردار سمجھنے لگ گئے۔ کعب ایک وجیہہ اور شکیل شخص ہونے کے علاوہ ایک قادر الکلام شاعر اور ایک نہایت دولتمند آدمی تھا اور ہمیشہ اپنی قوم کے علماء اور دوسرے ذی اثر لوگوں کو اپنی مالی فیاضی سے اپنے ہاتھ کے نیچے رکھتا تھا، مگر اخلاقی نقطۂ نگاہ سے وہ ایک نہایت گندے اخلاق کا آدمی تھا اور خفیہ چالوں اور ریشہ دوانیوں کے فن میں اسے کمال حاصل تھا۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے تو کعب بن اشرف نے دوسرے یہودیوں کے ساتھ مل کر اس معاہدہ میں شرکت کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور یہود کے درمیان باہمی دوستی اور امن وامان اور مشترکہ دفاع کے متعلق تحریر کیا گیا تھا۔ مگر اندر ہی اندر کعب کے دل میں بغض وعداوت کی آگ سلگنے لگ گئی اور اس نے خفیہ چالوں اور مخفی ساز باز سے اسلام اور بانیٔ اسلام کی مخالفت شروع کردی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ کعب ہر سال یہودی علماء ومشائخ کو بہت سی خیرات دیا کرتا تھا، لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد یہ لوگ اپنے سالانہ وظائف لینے کیلئے اسکے پاس گئے تو اس نے باتوں باتوں میں ان کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر شروع کردیا اور ان سے آپ کے متعلق مذہبی کتب کی بنا پر رائے دریافت کی۔ انہوں نے کہا کہ بظاہر تو یہ وہی نبی معلوم ہوتا ہے جسکا ہمیں وعدہ دیا گیا تھا۔ کعب اس جواب پر بہت بگڑا اور ان کو سخت سست کہہ کر وہاں سے رخصت کر دیا۔ اور جو خیرات انہیں دیا کرتا وہ نہ دی۔ یہودی علماء کی جب روزی بند ہوئی تو کچھ عرصہ کے بعد پھر کعب کے پاس گئے اور کہا کہ ہمیں علامات کے سمجھنے میں غلطی لگ گئی تھی ہم نے دوبارہ غور کیا ہے دراصل محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ نبی نہیں ہے جس کا وعدہ دیا گیا تھا۔ اس جواب سے کعب کا مطلب حل ہوگیا اور اس نے خوش ہوکر ان کو سالانہ خیرات دے دی۔ خیر یہ تو ایک مذہبی مخالفت تھی جو گو ناگوار صورت میں اختیار کی گئی، لیکن چنداں قابل اعتراض نہیں ہوسکتی تھی اور نہ اس بنا پر کعب کو زیر الزام سمجھا جاسکتا تھا، مگر اسکے بعد کعب کی مخالفت زیادہ خطرناک صورت اختیار کرتی ہے اور بالآخر جنگ بدر کے بعد تو اس نے ایسا رویہ اختیار کیا جو سخت مفسدانہ اور فتنہ انگیز تھا۔ اور جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کیلئے نہایت خطرناک حالات پیدا ہوگئے۔ دراصل بدر سے پہلے کعب یہ سمجھتا تھا کہ مسلمانوں کا یہ جوش ایمان ایک عارضی چیز ہے اور آہستہ آہستہ یہ سب لوگ خود بخود منتشر ہوکر اپنے آبائی مذہب کی طرف لوٹ جائیں گے، لیکن جب بدر کے موقع پر مسلمانوں کو ایک غیر معمولی فتح نصیب ہوئی اور رؤساء قریش اکثر مارے گئے تو اس نے سمجھ لیا کہ اب یہ نیا دین یونہی مٹتا نظر نہیں آتا۔ چنانچہ بدر کے بعد اس نے اپنی پوری کوشش اسلام کے مٹانے اور تباہ وبرباد کرنے میں صرف کردینے کا تہیہ کرلیا۔ اسکے دلی بغض وحسد کا سب سے پہلا اظہار اس موقع پر ہوا جبکہ بدر کی فتح کی خبر مدینہ میں پہنچی۔ اس خبر کو سن کر کعب نے علی رؤس الاشہاد یہ کہا کہ یہ خبر بالکل جھوٹی معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے ایسے بڑے لشکر پر فتح حاصل ہو اور مکہ کے اتنے نامور رئیس خاک میں مل جائیں اور اگر یہ خبر سچ ہے تو پھر اس زندگی سے مرنا بہتر ہے۔ جب اس خبر کی تصدیق ہوگئی اور کعب کو یہ یقین ہوگیا کہ واقعی بدر کی فتح نے اسلام کو وہ استحکام دے دیا ہے جس کا اسے وہم وگمان بھی نہ تھا تو وہ غیض وغضب سے بھر گیا اور فوراً سفر کی تیاری کر کے اس نے مکہ کی راہ لی اور وہاں جاکر اپنی چرب زبانی اور شعر گوئی کے زور سے قریش کے دلوں کی سلگتی ہوئی آگ کو شعلہ بار کردیا اور ان کے دل میں مسلمانوں کے خون کی نہ بجھنے والی پیاس پیدا کردی اور ان کے سینے جذباتِ انتقام وعداوت سے بھر دیئے۔ اور جب کعب کی اشتعال انگیزی سے ان کے احساسات میں ایک انتہائی درجہ کی بجلی پیدا ہوگئی تو اس نے ان کو خانہ کعبہ کے صحن میں لے جاکر اور کعبہ کے پردے ان کے ہاتھوں میں دے دے کر ان سے قسمیں لیں کہ جب تک اسلام اور بانیٔ اسلام کو صفحۂ دنیا سے ملیا میٹ نہ کردیں گے، اس وقت تک چین نہ لیں گے۔ مکہ میں یہ آتش فشاں فضا پیدا کر کے اس بدبخت نے دوسرے قبائل عرب کا رخ کیا اور قوم بقوم پھر کر مسلمانوں کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا اور پھر مدینہ میں واپس آکر مسلمان خواتین پر تشبیب کہی۔ یعنی اپنے جوش دلانے والے اشعار میں نہایت گندے اور فحش طریق پر مسلمان خواتین کا ذکر کیا۔ حتّٰی کہ خاندان نبوت کی مستورات کو بھی اپنے ان اوباشانہ اشعار کا نشانہ بنانے سے دریغ نہیں کیا اور ملک میں ان اشعار کا چرچا کروایا اور بالآخر اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش کی اور آپؐ کو کسی دعوت وغیرہ کے بہانے سے اپنے مکان پر بلاکر چند نوجوان یہودیوں سے آپ کو قتل کروانے کا منصوبہ باندھا۔ مگر خدا کے فضل سے وقت پر اطلاع ہوگئی اور اسکی یہ سازش کامیاب نہیں ہوئی۔

جب نوبت یہاں تک پہنچ گئی اور کعب کے خلاف عہد شکنی، بغاوت، تحریک جنگ، فتنہ پردازی، فحش گوئی اور سازش قتل کے الزامات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس بین الاقوام معاہدہ کی رو سے جو آپؐ کے مدینہ میں تشریف لانے کے بعد اہالیان مدینہ میں ہوا تھا مدینہ کی جمہوری سلطنت کے صدر اور حاکم اعلیٰ تھے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ کعب بن اشرف اپنی کارروائیوں کی وجہ سے واجب القتل ہے اور اپنے بعض صحابیوں کو ارشاد فرمایا کہ اسے قتل کردیا جاوے لیکن چونکہ اس وقت کعب کی فتنہ انگیزیوں کی وجہ سے مدینہ کی فضاء ایسی ہورہی تھی کہ اگر اس کے خلاف باضابطہ طور پر اعلان کرکے اسے قتل کیا جاتا تو مدینہ میں ایک خطرناک خانہ جنگی شروع ہوجانے کا احتمال تھا۔ جس میں نہ معلوم کتنا کشت وخون ہوتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر ممکن اور جائز قربانی کر کے بین الاقوام کشت وخون کو روکنا چاہتے تھے۔ آپؐ نے یہ ہدایت فرمائی کہ کعب کو برملا طور پر قتل نہ کیا جاوے بلکہ چند لوگ خاموشی کے ساتھ کوئی مناسب موقع نکال کر اسے قتل کردیں اور یہ ڈیوٹی آپؐ نے قبیلہ اوس کے ایک مخلص صحابی محمد بن مسلمہ کے سپرد فرمائی اور انہیں تاکید فرمائی کہ جو طریق بھی اختیار کریں قبیلہ اوس کے رئیس سعد بن معاذ کے مشورہ سے کریں۔ محمد بن مسلمہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ خاموشی کے ساتھ قتل کرنے کیلئے تو کوئی بات کہنی ہوگی۔ یعنی کوئی عذر وغیرہ بنانا پڑے گا جس کی مدد سے کعب کو اس کے گھر سے نکال کر کسی محفوظ جگہ میں قتل کیا جاسکے۔ آپؐ نے ان عظیم الشان اثرات کا لحاظ رکھتے ہوئے جو اس موقع پر ایک خاموش سزا کے طریق کو چھوڑنے سے پیدا ہوسکتے تھے فرمایا ”اچھا“ چنانچہ محمد بن مسلمہ نے سعد بن معاذ کے مشورہ سے ابونائلہ اور دو تین اور صحابیوں کو اپنے ساتھ لیا اور کعب کے مکان پر پہنچے اور کعب کو اسکے اندرون خانہ سے بلاکر کہا کہ ”ہمارے صاحب یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے صدقہ مانگتے ہیں اور ہم تنگ حال ہیں۔ کیا تم مہربانی کرکے ہمیں کچھ قرض دے سکتے ہو؟ یہ بات سن کر کعب خوشی سے کود پڑا اور کہنے لگا۔ واللہ ابھی کیا ہے، وہ دن دور نہیں جب تم اس شخص سے بیزار ہوکر اسے چھوڑ دو گے۔ محمد نے جواب دیا ”خیر ہم تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اختیار کرچکے ہیں اور اب ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ اس سلسلہ کا انجام کیا ہوتا ہے۔ مگر تم یہ بتاؤ کہ قرض دو گے یا نہیں؟ کعب نے کہا ”ہاں! مگر کوئی چیز رہن رکھو۔“ محمد نے پوچھا کیا چیز؟ اس بدبخت نے جواب دیا۔ ”اپنی عورتیں رہن رکھ دو۔“ محمد نے غصہ کو دبا کر کہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تمہارے جیسے آدمی کے پاس ہم اپنی عورتیں رہن رکھ دیں۔ اس نے کہا اچھا تو پھر بیٹے سہی۔ محمد نے جواب دیا کہ یہ بھی ناممکن ہے۔ ہم سارے عرب کا طعن اپنے سر پر نہیں لے سکتے، البتہ اگر تم مہربانی کرو تو ہم اپنے ہتھیار رہن رکھ دیتے ہیں۔ کعب راضی ہوگیا اور محمد بن مسلمہ اور ان کے ساتھی رات کو آنے کا وعدہ دے کر واپس چلے آئے۔ جب رات ہوئی تو یہ پارٹی ہتھیار وغیرہ ساتھ لے کر (کیونکہ اب وہ برملا طور پر ہتھیار اپنے ساتھ لے جاسکتے تھے) کعب کے مکان پر پہنچے اور اسے اسکے گھر سے نکال کر باتیں کرتے کرتے ایک طرف کو لے آئے۔ تھوڑی دیر بعد چلتے چلتے محمد بن مسلمہ یا ان کے کسی ساتھی نے کسی بہانے سے کعب کے سر پر ہاتھ ڈالا اور نہایت پھرتی کے ساتھ اسکے بالوں کو مضبوطی سے قابو کر کے اپنے ساتھیوں کو آواز دی ”مارو“ صحابہ نے جو پہلے سے تیار اور ہتھیار بند تھے فوراً تلواریں چلادیں۔ اور بالآخر کعب قتل ہوکر گرا اور محمد بن مسلمہ اور ان کے ساتھی وہاں سے رخصت ہوکر جلدی جلدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور آپؐ کو اس قتل کی اطلاع دی۔

جب کعب کے قتل کی خبر مشہور ہوئی تو شہر میں ایک سنسنی پھیل گئی اور یہودی لوگ سخت جوش میں آگئے اور دوسرے دن صبح کے وقت یہودیوں کا ایک وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت کی کہ ہمارا سردار کعب بن اشرف اس اس طرح قتل کردیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی باتیں سن کر فرمایا کہ کیا تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ کعب کس کس جرم کا مرتکب ہوا ہے اور پھر آپؐ نے اجمالاً ان کو کعب کی عہد شکنی اور تحریک جنگ اور فتنہ انگیزی اور فحش گوئی اور سازش قتل وغیرہ کی کارروائیاں یاد دلائیں جس پر یہ لوگ ڈر کر خاموش ہوگئے۔ اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تمہیں چاہئے کہ کم از کم آئندہ کیلئے ہی امن اور تعاون کے ساتھ رہو اور عداوت اور فتنہ وفساد کا بیج نہ بوؤ۔ چنانچہ یہود کی رضامندی کے ساتھ آئندہ کیلئے ایک نیا معاہدہ لکھا گیا اور یہود نے مسلمانوں کے ساتھ امن وامان کے ساتھ رہنے اور فتنہ وفساد کے طریقوں سے بچنے کا ازسرنو وعدہ کیا اور یہ عہد نامہ حضرت علی کی سپردگی میں دے دیا گیا اور تاریخ میں کسی جگہ مذکور نہیں کہ اسکے بعد یہودیوں نے کبھی کعب بن اشرف کے قتل کا ذکر کر کے مسلمانوں پر الزام قائم کیا ہو کیونکہ ان کے دل محسوس کرتے تھے کہ کعب اپنی مستحق سزا کو پہنچا ہے۔

کعب بن اشرف کے قتل پر بعض مغربی مؤرخین نے بڑی خامہ فرسائی کی ہے اور اس واقعہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن پر ایک بدنما دھبے کے طور پر ظاہر کر کے اعتراضات جمائے ہیں، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اوّل آیا یہ قتل فی ذاتہٖ ایک جائز فعل تھا یا نہیں؟ دوسرے آیا جو طریق اس قتل کے واسطے اختیار کیا گیا وہ جائز تھا یا نہیں؟ امر اوّل کے متعلق تو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ کعب بن اشرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باقاعدہ امن وامان کا معاہدہ کر چکا تھا اور مسلمانوں کے خلاف کارروائی کرنا تو درکنار رہا اس نے اس بات کا عہد کیا تھا کہ وہ ہر بیرونی دشمن کے خلاف مسلمانوں کی امداد کرے گا اور مسلمانوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھے گا۔ اس نے اس معاہدہ کی رو سے یہ بھی تسلیم کیا تھا کہ جو رنگ مدینہ میں جمہوری سلطنت کا قائم کیا گیا ہے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدر ہوں گے اور ہر قسم کے تنازعات وغیرہ میں آپؐ کا فیصلہ سب کیلئے واجب القبول ہوگا۔ چنانچہ تاریخ سے ثابت ہے کہ اسی معاہدہ کے ماتحت یہودی لوگ اپنے مقدمات وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے تھے اور آپؐ ان میں احکام جاری فرماتے تھے۔ چنانچہ آپؐ نے ایک زنا کے مقدمہ میں ایک یہودی مرد اور یہودی عورت کو تورات کے حکم کے مطابق رجم کی سزا دی تھی۔ اب اگر ان حالات کے ہوتے ہوئے کعب نے تمام عہد وپیمان کو بالائے طاق رکھ کر مسلمانوں سے بلکہ حق یہ ہے کہ حکومت وقت سے غداری کی اور مدینہ میں فتنہ وفساد کا بیج بویا اور ملک میں جنگ کی آگ مشتعل کرنے کی کوشش کی اور مسلمانوں کے خلاف قبائل عرب کو خطرناک طور پر ابھارا اور مسلمانوں کی عورتوں پر اپنے جوش دلانے والے اشعار میں تشبیب کہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے منصوبے کئے اور یہ سب کچھ ایسی حالت میں کیا کہ مسلمان پہلے سے ہی چاروں طرف سے مصائب میں گھرے ہوئے تھے اور عرب کے خونخوار درندے ان کے خون کی پیاس میں مجنون ہورہے تھے اور صحابہ کی ایسی حالت تھی کہ نہ دن آرام میں گزرتا تھا اور نہ رات اور دشمن کے حملہ کے خطرہ میں ان کی نیند تک حرام ہورہی تھی۔ تو کیا ان حالات میں کعب کا جُرم بلکہ بہت سے جُرموں کا مجموعہ ایسا نہ تھا کہ اسکے خلاف کوئی تعزیری قدم اٹھایا جاتا؟ اور پھر کیا قتل سے کم کوئی اور سزا تھی جو یہود کی اس فتنہ پردازی کے سلسلہ کو روک سکتی؟ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی غیر متعصب شخص کعب کے قتل کو ایک غیر منصفانہ فعل سمجھ سکتا ہے۔ کیا آج کل مہذب کہلانے والے ممالک میں بغاوت اور عہد شکنی اور اشتعال جنگ اور سازش قتل کے جرموں میں مجرم کو قتل کی سزا نہیں دی جاتی؟ (باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 466 تا 471، مطبوعہ قادیان 2011)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(1199) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔مولوی ذوالفقار علی خان صاحب نے بواسطہ مولوی عبد الرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا کہ دوران قیام مقدمہ کرم دین حضور علیہ السلام کچہری گورداسپور کی عمارت کے متصل پختہ سڑک کے کنارے ٹالیوں کے نیچے دری کے فرش پر تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔جس روز کا یہ واقعہ ہے، حضور لیٹے ہوئے تھے اور سڑک کی طرف پشت تھی۔ڈپٹی کمشنر انگریز تھا اور وہ اپنی کوٹھی کو اسی طرف سے جاتا تھا۔میں نے دیکھا کہ وہ اس گروہ کی طرف دیکھتا ہوا جاتا تھا اور ہماری جماعت سے کوئی تعظیماً کھڑا نہیں ہوتا تھا۔میں نے یہ دیکھ کر حضرت سے عرض کی کہ حضور! ڈپٹی کمشنر ادھر سے ہمارے قریب سے گزرتا ہے اور کل بھی اس نے غور سے ہم لوگوں کی طرف دیکھا۔ آج بھی ہم میں سے کوئی تعظیم کیلئے نہیں اُٹھا ہے۔حضور نے فرمایا کہ وہ حاکم وقت ہے۔ہمارے دوستوں کو تعظیم کیلئے کھڑا ہونا چاہئے ۔ پھر اسکے بعد ہم برابر تعظیماً کھڑے ہوجایا کرتے تھے اور اسکے چہرہ پر اسکے احساس کا اثر معلوم ہوتا تھا۔ اسی مقدمہ کے دوران ایک مرتبہ حضور گورداسپور کی کچہری کے سامنے ٹالیوں کے سایہ کے نیچے تشریف فرما تھے۔ عدالت کا اوّل وقت تھا۔ اکثر حکام ابھی نہیں آئے تھے۔ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے مجھے فرمایا چلئے۔ جج خدابخش صاحب سے مل آئیں۔میں ان کے ہمراہ جج صاحب کے اجلاس میں چلا گیا۔ وہ خود اوران کے پیشکار (ریڈر) محمد حسین جن کو لوگ محمد حسین خشکی کے نام سے ذکر کیا کرتے تھے، اجلاس میں تھے۔ غالباً اور کوئی نہ تھا۔محمد حسین نے خواجہ صاحب سے مقدمہ کرم دین کا ذکر چھیڑا۔ غالباً وہ اہلحدیث فرقہ سے تعلق رکھتے تھے اور کہا کہ مرزا صاحب نے یہ کیا کیا کہ مقدمہ کا سلسلہ شروع کرلیا ہے۔صلح ہوجانی چاہئے۔ جج صاحب نے بھی خواجہ صاحب سے کہا کہ مرزا صاحب کی شان کے خلاف ہے ۔مقدمہ بازی بند ہونا چاہئے اور باہمی صلح آپ کرانے کی کوشش کریں۔حضرت سے اس بارہ میں ضرور کہیں اور میری جانب سے کہیں۔ خواجہ صاحب نے کہا کہ خواہش تو میری بھی یہی ہے اور یہ اچھا ہے ۔میں آپ کی طرف سے حضرت کی خدمت میں عرض کروں گا۔ یہ کہہ کر خواجہ صاحب اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے سامنے مجھ سے کہا کہ آپ بھی میری تائید کیجئے گا۔ میں خاموش رہا۔جب اجلاس سے ہم باہر آگئے۔تو میں نے کہا کہ اس بارہ میں میں آپ کی تائید نہیں کرسکتا۔مجھ سے یہ توقع نہ رکھئے۔ خواجہ صاحب نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ جج صاحب نے کہا ہے کہ مقدمہ کرنا حضرت کی شان کے خلاف ہے اور صلح ہوجانا ہی اچھا ہے اور مجھے تاکید کی ہے کہ حضور سے عرض کروں ۔حضرت صاحب اُٹھ کر بیٹھ گئے اور چہرہ سرخ ہوگیا۔اور فرمایا آپ نے کیوں نہ کہہ دیا کہ صلح اس معاملہ میں ناممکن ہے۔کرم دین کا الزام ہے کہ میں اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہوں۔پس یہ تو خدا کے ساتھ جنگ ہے اور خدا پر الزام ہے۔ نبی صلح کرنے والا کون ہوتا ہے اور اگر میں صلح کرلوں تو گویا دعویٰ نبوت کو خود جھوٹا ثابت کردوں۔ دیر تک حضرت اس معاملہ میں کلام فرماتے رہے اور چہرہ پر آثار ناراضگی تھے یہاں تک کہ کھڑے ہوگئے اور ٹہلنے لگے۔

(1200) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ ملک مولا بخش صاحب پنشنر نے بذریعہ مولوی عبد الرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک صاحب عبدالمحی عرب قادیان میں آئے تھے۔انہوں نے سنایا کہ میں نے حضرت اقدس کی بعض عربی تصانیف دیکھ کر یقین کرلیا تھا کہ ایسی عربی بجز خداوندی تائید کے کوئی نہیں لکھ سکتا۔ چنانچہ میں قادیان آیا۔اور حضور سے دریافت کیا کہ کیا یہ عربی حضور کی خود لکھی ہوئی ہے ۔حضور نے فرمایا: ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل وتائید سے ۔اس پر میں نے کہا کہ اگر آپ میرے سامنے ایسی عربی لکھ دیں تو میں آپ کے دعاوی کو تسلیم کرلوں گا۔حضور نے فرمایا یہ تو اقتراحی معجزہ کا مطالبہ ہے ۔ ایسا معجزہ دکھانا انبیاء کی سنت کے خلاف ہے۔ میں تو تب ہی لکھ سکتا ہوں جب میرا خدا مجھ سے لکھوائے۔اس پر میں مہمان خانہ میں چلا گیا اور بعد میں ایک چٹھی عربی میں حضور کو لکھی۔جس کا حضور نے عربی میں جواب دیا۔ جو ویسا ہی تھا۔ چنانچہ میں داخل بیعت ہوگیا۔

(1201) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ ملک مولا بخش صاحب پنشنر نے بذریعہ مولوی عبد الرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام بمعہ اہل بیت وخدام امرتسر تشریف لائے۔امرتسر کی جماعت نے ایک بڑے مکان کا انتظام کیا مگر اس خیال سے کے مرد زیادہ ہوں گے، مکان کا بڑا حصہ مردانہ کیلئے اور چھوٹا حصہ زنانہ کیلئے تجویز کیا۔حضور نے آتے ہی پہلے مکان کو دیکھا اور اس تقسیم کو ناپسند فرمایا اور بڑے حصے کو زنانہ کے لئے مخصوص فرمالیا۔ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضور کو صنف نازک کے آرام کا بہت خیال رہتا تھا۔

(1202) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ملک مولا بخش صاحب پنشنر نے بواسطہ مولوی عبد الرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام رمضان شریف میں امرتسر تشریف لائے اور آپ کا لیکچر منڈوہ بابو گھنیا لعل (جس کا نام اب بندے ماترم ہال ہے) میں ہوا۔ بوجہ سفر کے حضور کو روزہ نہ تھا۔لیکچر کے دوران مفتی فضل الرحمن صاحب نے چائے کی پیالی پیش کی۔حضور نے توجہ نہ فرمائی۔ پھر وہ اور آگے ہوئے۔ پھر بھی حضور مصروف لیکچر رہے۔پھر مفتی صاحب نے پیالی بالکل قریب کردی تو حضور نے لے کر چائے پی لی۔اس پر لوگوں نے شور مچادیا۔ یہ ہے رمضان شریف کا احترام۔روزے نہیں رکھتے۔اور بہت بکواس کرنا شروع کردیا۔لیکچر بند ہوگیا اور حضور پس پردہ ہوگئے۔ گاڑی دوسرے دروازے کے سامنے لائی گئی اور حضور اس میں داخل ہوگئے۔لوگوں نے اینٹ پتھر وغیرہ مارنے شروع کئے اور بہت ہلّڑ مچایا۔گاڑی کا شیشہ ٹوٹ گیا مگر حضور بخیروعافیت قیام گاہ پر پہنچ گئے اور بعد میں سنا گیا کہ ایک غیر احمدی مولوی یہ کہتا تھا کہ ’’اَج لوکاں نے مرزے نوں نبی بنادتا‘‘ یہ میں نے خود اس کے منہ سے نہیں سنا۔حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب کے ساتھ ہم باہر نکلے اور ان کی خدمت میں عرض کی کہ لوگ اینٹ پتھر مارتے ہیں۔ ذرا ٹھہر جائیں تو آپ نے فرمایا وہ گیا جس کو مارتے تھے، مجھے کون مارتا ہے۔ چونکہ مفتی فضل الرحمن صاحب کے چائے پیش کرنے پر یہ سب گڑبڑ ہوئی تھی اس لئے سب آدمی ان کو کہتے تھے کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ میں نے بھی ان کو ایسا کہا۔وہ بیچارے تنگ آگئے اور بعد میں میاں عبدالخالق صاحب مرحوم احمدی نے مجھے بتلایا کہ جب یہ معاملہ حضور کے سامنے پیش ہوا کہ مفتی صاحب نے خواہ مخواہ لیکچر خراب کردیا تو حضور نے فرمایا! کہ مفتی صاحب نے کوئی برا کام نہیں کیا۔اللہ تعالیٰ کا ایک حکم ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھا جائے۔اللہ تعالیٰ نے ہمارے فعل سے اس حکم کی اشاعت کا موقعہ پیدا کردیا۔ پھر تو مفتی صاحب شیر ہوگئے۔

(1203) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔مولوی عبد اللہ صاحب بوتالوی نے بواسطہ مولوی عبد الرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میں نے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی مجلس میں دیکھا کہ حضور بمثل دیگر اصحاب کے بے تکلف بیٹھے ہوئے ہوتے تھے اور اس میں ایک اجنبی کے واسطے کوئی امتیازی رنگ نہ ہوتا تھا۔ایک دن بعد فراغت نماز ظہر یا عصر حضور مسجد سے نکل کر گھر کے متصلہ کمرہ میں داخل ہوئے جہاں حضور نے جوتا اتارا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضور کا دھیان جوتا پہنتے ہوئے جوتے کی طرف نہ تھا بلکہ پاؤں سے ٹٹول کر ہی اپنا جوتا پہن رہے تھے۔اور اس وقت حضرت مولوی نورالدین صاحب سے مخاطب تھے۔مولوی صاحب حضور کے سامنے قدرے خمیدہ ہوکر نہایت مؤدّب کھڑے تھے اور کوئی اپنا خواب حضور کو سنا رہے تھے ۔ وہ خواب نہایت اطمینان سے سن کر حضور نے فرمایا کوئی فکر نہیں مبشر ہے۔اسکے بعد حضور اندر تشریف لے گئے۔میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے سامنے حضرت مولوی صاحب نہایت ادب ونیاز سے کھڑے ہوئے تھے اور نگاہیں ان کی زمین کی طرف تھیں۔بات کرتے ہوئے کسی کسی وقت نظر سامنے اٹھا کر حضور کو دیکھ لیتے اور پھر آنکھیں نیچی کرکے سلسلہ کلام چلاتے جاتے تھے۔

(1204) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔مولوی محمد عبد اللہ صاحب بوتالوی نے بواسطہ مولوی عبد الرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھے ایک دفعہ غالباً 1907ء میں امۃ الرحمن صاحبہ بنت قاضی ضیاء الدین صاحب مرحوم ہمشیرہ قاضی محمد عبداللہ صاحب بی اے بی ٹی سیکنڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان نے جو میری ننھیال کی طرف سے رشتہ دار بھی ہے، ایک کاغذ کا پُرزہ دیا تھا جو ردی کے طور پر تھا، لیکن چونکہ اس پر حضرت مسیح موعودعلیہ السلام اور حضرت اُم المومنین ایدھا اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں کی لکھی ہوئی عبارتیں تھیں، اس لئے میں نے اس کو تبرکاً نہایت شوق سے حاصل کیا اور محفوظ رکھا۔ پھر کسی وقت وہ کاغذ مجھ سے پس وپیش ہو گیا ہے۔معلوم نہیں کہ کسی کتاب میں پڑا ہوا ہے یا گم ہوگیا ہے جس کا مجھے بہت افسوس ہے لیکن چونکہ اسکے ساتھ ایک واقعہ کا تعلق ہے جو مجھے امۃ الرحمن صاحبہ مرحومہ نے خود سنایا تھا اس بے تکلفانہ لکھی ہوئی عبارت میں حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے تعلق باللہ اور تقویٰ وطہارت وعبادات میں شغف پر روشنی پڑتی ہے۔اس لئے میں اسکا ذکر کرنا اور تحریر میں لانا ضروری سمجھتا ہوں ۔ امۃ الرحمن صاحبہ جن دنوں حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے گھر میں رہا کرتی تھیں انہوں نے دیکھا اور خاکسار سے بیان کیا کہ ایک دن حضرت مسیح موعودعلیہ السلام اور حضرت اُم المومنین صاحبہ نے یہ تجربہ کرنا چاہا کہ دیکھیں آنکھیں بند کرکے کاغذ پر لکھا جاسکتا ہے یا نہیں۔ چنانچہ وہ پرزہ کاغذ پکڑ کر اس پر حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے حسب ذیل عبارت لکھی ہوئی تھی اور جو مجھے حرف بحرف بخوبی یاد ہے اور مجھے اسکے متعلق ایسا وثوق ہے کہ اگر وہ پرزہ کاغذ کبھی دستیاب ہوجاوے تو یقینا یہی الفاظ اس پر لکھے ہوئے ہوں گے۔حضور نے آنکھیں بند کرنے کی حالت میں لکھا تو یہ لکھا کہ ’’انسان کو چاہئے کہ ہر وقت خدا تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور پنج وقت اس کے حضور دعا کرتا رہے۔‘‘

دوسری جگہ اسی حالت میں حضرت اماں جان کی تحریر کردہ عبارت حسب ذیل تھی۔ ’’محمود میرا پیارا بیٹا ہے کوئی اس کو کچھ نہ کہے۔‘‘ ’’مبارک احمد بسکٹ مانگتا ہے۔‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت ان سے شکستہ اور پختہ خط میں صاف طور پر پڑھی جاتی تھی اور باوجود آنکھیں بند کرکے لکھنے کے اس میں سطر بندی مثل دوسری تحریرات کے قائم تھی۔لیکن حضرت اُم المومنین کے حروف اپنی جگہ سے کچھ اوپر نیچے بھی تھے اور سطر بندی ان کی قائم نہ رہی تھی ۔لیکن خاص بات جس کا مجھے ہمیشہ لطف آتا ہے وہ یہ تھی کہ اپنے گھر میں بے تکلفانہ بیٹھے ہوئے بھی اگر اچانک بے سوچے کوئی بات حضور کو لکھنی پڑتی ہے تو وہ نصیحتانہ پاک کلمات کے سوا اور کوئی نہیں سوجھی۔ اور ادھر حضرت اُم المومنین کی عبارت ایسی ہے جو کہ ماحول کے حالات کے مطابق ان کے ذہن میں موجود ہوسکتی ہے۔ یہ وہ فرق ہے جو ماموروں اور دوسروں میں ہوا کرتا ہے۔

(1205) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔مولوی محمد عبد اللہ صاحب بوتالوی نے بواسطہ مولوی عبد الرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام مسجد مبارک میں تشریف فرما تھے۔مجلس میں مولوی محمد علی صاحب بھی موجود تھے۔ اس وقت مولوی صاحب مقدمہ کرم دین کے سلسلہ میں زرجرمانہ وصول کرکے آرہے تھے اور مہتمم خزانہ کے ساتھ ان کی جو گفتگو مقدمہ اور واپسی جرمانہ کے متعلق ہوئی تھی وہ حضور کو سنا رہے تھے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ جس مجسٹریٹ نے اس مقدمہ میں جرمانہ کیا تھا اپیل منظور ہونے پر وہی افسر مہتمم خزانہ ہوگیا تھا جس سے زرجرمانہ ہم نے واپس لینا تھا۔ چنانچہ ہم پہلے اس کے مکان پر (کچہری کے وقت سے پہلے) گئے اور اس سے ذکر کیا کہ ہم تو جرمانہ واپس لینے کے واسطے آئے ہیں۔اس پر وہ مجسٹریٹ بہت نادم سا ہوگیا اور اس نے فوراً کہا کہ آپ کو وہ رقم نہیں مل سکتی کیونکہ اس کیلئے خود مرزا صاحب کی دستخطی رسید لانا ضروری ہے۔اس پر مولوی صاحب نے کہا کہ وہ رسید تو میں مرزا صاحب سے لکھوالایا ہوں۔ پھر اس مجسٹریٹ نے کہا کہ پھر بھی یہ رقم آپ کو نہیں دی جاسکتی جب تک آپ کے پاس مرزا صاحب کی طرف سے اس امر کا مختار نامہ موجود نہ ہو۔مولوی صاحب نے کہا کہ وہ بھی میں لے آیا ہوں۔ اسے لاجواب ہوکر کہنا پڑا کہ اچھا کچہری آنا۔اس موقعہ پر مولوی محمد علی صاحب نے مسیح موعودعلیہ السلام کے حضور ایک یہ فقرہ بھی سیشن جج صاحب منظور کنندہ اپیل کی باتیں کرتے ہوئے کہا تھا کہ حضور اس سیشن جج نے تو اس قدر زور کے ساتھ حضور کی بریت اور تائید میں لکھا ہے کہ اگر ہم میں سے بھی کوئی اس کرسی پر بیٹھا ہوا ہوتا تو شاید اتنی جرأت نہ کرسکتا۔ یہ جملہ حالات حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہایت خوشی کی حالت میں سنتے رہے تھے۔

(سیرۃ المہدی، جلد 2، حصہ چہارم، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف ✿ جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں ✿ ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ جرمنی (اگست، ستمبر 2023ء)

میں ان باتوں سے بہت متاثر ہوئی ہوں: رضا کاروں کی مسکراہٹ سے، نماز کے دوران مکمل خاموشی سے، نظم وضبط سے اور اتنی بڑی تعداد کیلئے ہمیشہ گرم اور لذیذ کھانا پیش کرنے سے، میں اس تجربہ کو ہمیشہ یاد رکھوں گی اور آپ کے پیغام محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں کو لوگوں تک پہنچاؤں گی

(میسوڈونیا سے ایک عیسائی خاتون ڈانکا کا پوشیفکا صاحبہ)

خلیفہ صاحب کا خطاب میرے نزدیک الہامی تھا، اتنے بڑے اجتماع کے باوجود اتنے زیادہ امن اور سکون سے ہر کام کا ہونا مجھے تسکین قلب عطا کرتا رہا، اتنے زیادہ لوگوں کا صرف رضائے باری کیلئے اکٹھا ہونا اور پھر ان سب کا محبت کی لڑی میں پروئے ہونا ایک غیر معمولی حیران کن بات تھی، خلیفہ سے ایسی شعاعیں محسوس ہوتی ہیں جنہیں میں بیان نہیں کرسکتا مگر ان شعاعوں نے تمام ہال کو بھر دیا تھا **(ترکی سے آنے والی ایک مہمان خاتون یاسمین میمش صاحبہ)**

بیعت میں شمولیت میرے لئے ایک پُر از جذبات کیفیت تھی، یقیناً اس پُر کیف احساس سے میرا دل بھر آیا اور آنکھیں نمناک ہوگئی تھیں، اللہ تعالیٰ میری اس حالت کو میرے دل میں ہمیشہ زندہ رکھے، آمین **(رومانیہ سے ایک نو احمدی دوست آدریان مشات صاحب)**

میں عیسائی ہوں، خدا پر یقین رکھتا ہوں، بڑا پُر امن ماحول تھا، لوگ ایک دوسرے سے محبت کرنے والے تھے اگر ساری دنیا احمدیوں کی طرح ہوجائے تو دنیا میں کوئی مسئلہ نہ ہو **(چیک ری پبلک سے آنے والے ایک مہمان)**

مجھے اس جلسہ سالانہ پر احمدیوں کے ذریعہ سے خدا دکھائی دیا ہے، بہت سے لوگ کوشش کرتے ہیں کہ خدا کے متعلق آگاہ کریں مگر اس جلسہ پر لوگوں کے خاموش اچھے اخلاق کو دیکھ کر مجھے آپ کی جماعت میں خدا کا وجود نظر آیا ہے **(چیک ری پبلک سے آنے والے ایک نوجوان مہمان)**

میں نے دنیا میں بہت سی قوموں، مذہبوں اور لوگوں کو دیکھا ہے، اس طرح کی یک جہتی اور اکائی آج پہلی دفعہ دیکھنے کو ملی ہے جس کو دیکھ کر دل بہت خوش ہوا، میں نے پہلے تصویر میں حضورِ انور کی پُرنور آنکھیں دیکھیں جنہوں نے مجھے بہت متاثر کیا، آج جبکہ مجھے خلیفہ وقت کو دیکھنے اور بات کرنے کا شرف حاصل ہوا، میں نے اُنہی روحانی اور پُرنور آنکھوں کو دیکھا جن میں بہت طاقت ہے، خلیفہ وقت یقیناً ایک بہت روحانی وجود ہیں

(چیک ریپبلک سے ریٹائرڈ پروفیسر ڈینیل برٹی صاحب)

امام جماعت کے خطابات علم کا خزانہ تھے، غیر از جماعت مہمانوں سے خطاب بہترین اسلامی تعلیمات سے پُر تھا، امام جماعت نے ایسی تعلیم پیش فرمائی کہ ہر مسلمان کو اپنے دین پر فخر کرنا چاہئے، اس وقت اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے خلیفہ کو بہترین اسلامی تعلیم دنیا کے سامنے پیش کرنے کیلئے کھڑا کیا ہے، امام جماعت نور اور ہدایت کا سرچشمہ ہیں، دنیا کی راہنمائی فرما رہے ہیں

(کیمرون سے آنے والے امام محمد مالک فاروق صاحب، چیف امام دوآلہ شہر اور چیئرمین ریجنل علماء کونسل)

مختلف ممالک سے آنے والے مہمانان کرام کی حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور جلسہ کے متعلق ان کے ایمان افروز تاثرات

رپورٹ : مکرم عبدالماجد طاہر صاحب، ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن، یو.کے

4 ستمبر 2023ء بروز سوموار (بقیہ رپورٹ)

میسیڈونیا سے آنے والے وفد کی ملاقات

بعدازاں پروگرام کے مطابق Macedonia سے آنے والے وفد نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات پایا۔ میسیڈونیا سے آنے والے وفد کے افراد کی تعداد 49 تھی۔

حضورِ انور نے دریافت فرمایا کہ وہ نظم پڑھنے والا نوجوان نہیں آیا؟ اس پر مبلغ سلسلہ نے عرض کیا کہ امسال بائرن نہیں آیا۔

جلسہ سالانہ کے آخری دن جو گروپس کی صورت میں نظمیں پڑھی گئی تھیں ان میں میسیڈونیا کے گروپ نے بھی نظم پڑھی تھی۔ اس پر حضورِ انور نے فرمایا: میں نے دیکھ لی تھی۔

حضورِ انور نے فرمایا: جو پہلی دفعہ آئے ہیں ان کو جلسہ کیسا لگا ہے؟ اس پر ایک خاتون نے عرض کیا کہ جلسہ بڑا منظم تھا۔ میں آئندہ بھی جماعت کیلئے کامیابیوں کی امید رکھتی ہوں۔ کامیابیاں آپ کے قدم چومیں۔

ایک دوست نے عرض کیا کہ بیس سال سے احمدی ہوں۔ ہر سال جلسہ پر آتا رہا ہوں اب میری عمر 66 سال ہوگئی ہے۔ نام رمضان احمد ہے۔ حضورِ انور نے فرمایا: بڑھاپے کی وجہ سے آپ کا وزن کم ہوا ہے۔ چھیاسٹھ سال میں آپ بوڑھے ہوگئے ہیں۔ موصوف نے عرض کیا کہ 1995ء میں، میں نے عہد کہا تھا کہ جب ریٹائرمنٹ ہوگی تو زندگی وقف کردوں گا اور جماعت سے کچھ نہ لوں گا۔ اب تبلیغ کرتا ہوں۔ اگر میں کہوں کہ ہم اللہ پر ایمان لاتے ہیں تو یہ کافی نہیں جب تک ہم اللہ تعالیٰ کیلئے کام نہ کریں تبلیغ بھی کریں۔

اس پر حضورِ انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

ایک دوست نے عرض کیا کہ میرا نام جعفر ہے میں پرانا احمدی ہوں۔ اپنی طرف سے اور جماعت کی طرف سے سلام پیش کرتا ہوں۔

ایک دوست نے عرض کیا کہ میسیڈونیا میں ایک مبلغ سلسلہ موجود ہیں۔ ہماری جماعت کیلئے بھی ایک مبلغ کو بھجوایا جائے۔

حضورِ انور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ میسیڈونیا میں جو اس وقت مبلغ موجود ہیں اور زبان سیکھ رہے ہیں وہ ان کی جماعت سے 160 کلومیٹر دور ہیں۔ اس پر حضورِ انور نے فرمایا۔ مبلغ سلسلہ ہفتہ میں ایک دفعہ اس جماعت میں جاتے رہیں۔

میسیڈونیا کے وفد میں شامل ہونے والے 49 افراد میں سے 19 احمدی مسلمان، 16 غیر از جماعت مسلمان اور 14 عیسائی مہمان تھے۔

☆ لیوبینکا آیتووسکا (Ljubinka Ajtovska) صاحبہ جو ایک عیسائی صحافی ہیں جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہوئیں۔ وہ کہتی ہیں: جلسہ سالانہ کی تنظیم بہت اعلیٰ سطح پر تھی۔ یہ میرے لیے ایک خاص اعزاز ہے کہ میں ایک اتنے بڑے اور منظم پروگرام کا حصہ بن سکی جس میں مختلف مذاہب اور قوموں کے لوگوں نے شرکت کی۔ یہ بات اس نعرے کی تصدیق کرتی ہے کہ صرف محبت ہی دنیا کو ایک بہتر جگہ بنا سکتی ہے۔

☆ سیناد راسیموو (Senad Rasimov) صاحب جو ایک مسلمان صحافی ہیں اپنے تاثرات بیان کرتے ہیں کہ خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کے مختلف موضوعات پر خطابات نے مجھ پر بہت اثر کیا۔ مقدونیا کے ایک صحافی ہونے کی حیثیت سے خاکسار کو جلسہ پر بہت سے احمدی مسلمانوں سے بات کرنے کی

توفیق ملی جنہوں نے ہمیشہ مسکراہٹ کے ساتھ مجھ سے بات کی۔ میں جلسہ کی صفائی اور تمام تنظیم سے بہت متاثر ہوں۔ آپ کا ماٹو محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں واقعی طور پر دکھائی دیا اور اسی ماٹو کے ذریعہ دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔

☆ ایک عیسائی مہمان زاگورکا آرسووسکا (Zagorka Arsovska) صاحبہ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں دوسری دفعہ جلسہ پر شامل ہوئی ہوں اور آپ کی تنظیم اور آپ کی محبت سب سے اعلیٰ ہے۔ خلیفہ وقت کے خطابات سے میں نے سیکھا کہ ہمیں صرف اچھائی اور محبت پھیلانا چاہئے اور آپ کا دین اور آپ کی جماعت ہی پوری دنیا میں امن کی ضمانت ہے۔ آپ نے ہمارے لیے جو کچھ کیا ہے اس کا میں دل کی گہرائیوں سے آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

☆ ایک عیسائی مہمان سویتلانا وکسانووسکا (Svetlana Vuksanovska) صاحبہ جلسہ کے مناظر دیکھنے کے بعد اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہیں: میں اس سال پہلی دفعہ جلسہ میں شامل ہوئی ہوں۔ سب سے متاثر کن آپ کی نظم وضبط، صفائی اور اتنی بڑی تعداد میں رضا کارانہ خدمت کرنے والے تھے۔ امید ہے کہ آپ کا پیغام مزید پھیلے گا اور آپ ہر جگہ محبت بانٹنے والے بنیں۔

☆ ایک عیسائی خاتون ڈانکا کاپوشیفسکا (Danka Kapushevska) صاحبہ جلسہ سالانہ کے بارہ میں اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں: میں پہلی دفعہ جلسہ میں شامل ہوئی ہوں اور ان باتوں سے بہت متاثر ہوئی ہوں: رضا کاروں کی مسکراہٹ سے، نماز کے دوران مکمل خاموشی سے، نظم وضبط سے اور اتنی بڑی تعداد کے لئے ہمیشہ گرم اور لذیذ کھانا پیش کرنے سے۔ میں اس تجربہ کو ہمیشہ یاد رکھوں گی اور آپ کے پیغام محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں کو لوگوں تک پہنچاؤں گی۔

سربیا اور کروشیا سے آنے والے وفود کی ملاقات

اس کے بعد ملک سربیا (Serbia) اور کروشیا (Croatia) سے آنے والے وفود نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ یہ ملاقات 11 بجکر 40 منٹ پر شروع ہوئی۔

حضور انور نے مہمانوں سے دریافت فرمایا کہ آپ کو جلسہ کیسا لگا؟

اس پر ایک عیسائی دوست نے عرض کیا کہ جلسہ بہت اچھا لگا۔

ایک دوست نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے عرض کیا کہ میں سربین گورنمنٹ کیلئے کام کرتا ہوں۔

ایک مہمان خاتون نے عرض کیا کہ میں وکیل ہوں اور جرنلسٹ بھی ہوں اور آجکل بطور جرنلسٹ کام کر رہی ہوں۔

ایک دوسری مہمان خاتون نے عرض کیا کہ میں بھی جرنلسٹ ہوں، ملک کروشیا سے ہوں۔ حضور انور نے فرمایا: انصاف کے ساتھ اخبار کیلئے آرٹیکل لکھو۔

ایک عرب دوست نے عرض کیا کہ میرا تعلق سیریا سے ہے لیکن میں کروشیا میں رہتا ہوں۔ میرے تین بچے ہیں، ایک چودہ سال کا بیٹا میرے ساتھ آیا ہوا ہے۔ سکول جاتا ہے۔

کروشیا سے ایک سابق ممبر پارلیمنٹ بھی آئے ہوئے تھے، انہوں نے بتایا کہ آجکل وہ الیکشن کمیشن کے ممبر ہیں۔

حضور انور نے طلباء کو قلم اور بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

☆ سربیا سے ایک صحافی Stanislav Stankic صاحب اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں: باوجود ایک آرتھوڈوکس عیسائی ہونے کے اور باوجود انٹرنیٹ میں آپ کے خلاف نفرت سے بھرا مواد پڑھ کر میں آپ کی جماعت سے بہت متاثر ہوا۔ آپ لوگوں کے سسٹم نے مجھے حیران کر دیا ہے۔ میں بہت ہی افسردہ ہوں کہ ہم احمدیت کی حقیقی تعلیم دنیا میں وسیع پیمانہ پر پھیلا نہیں سکے۔ ہم نے آپ کے ماٹو 'محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں' کا ہر قدم پر مشاہدہ کیا۔ ہمیں نہ انتظامیہ اور نہ ہی 46000/افراد میں کوئی بری بات نظر آئی۔ ہر جگہ امن تھا۔ ہر ایک نے دوسرے کی عزت کی اسی طرح جس طرح آپ کی تعلیم ہے۔ میں اس قدر متاثر ہوں کہ میرے پاس بیان کرنے کیلئے الفاظ نہیں ہیں۔

میں آپ کی جماعت کی بہت تعریف کرتا ہوں اور میری دعا ہے کہ آپ کی جماعت دن بہ دن بڑھے اور آپ کی حقیقی تعلیم اور محبت کو دنیا پہچاننے والی ہو۔

☆ سربیا کے ایک دوست Uros Matovic صاحب بیان کرتے ہیں: مجھے اس سال کے جلسہ سالانہ کی دعوت ملی تو میں نے نہ چاہتے ہوئے بھی اس دعوت کو قبول کر لیا۔ پھر جلسہ میں آکر مجھے جماعت کو سمجھنے کا موقع ملا اور مجھے یہ احساس ہوا کہ آپ کی کمیونٹی عالمی طور پر باہم متصل ہے۔ سب سے زیادہ، بیعت کی تقریب نے میرے پر روحانی اور جذباتی اثر ڈالا۔ پہلے لمحہ سے ہم سب نے ایک دوسرے کے کندھوں پر ہاتھ رکھ دیئے، مجھے ایک بھی لفظ کی سمجھ نہیں آرہی تھی، مگر جو کچھ بھی کہا گیا وہ کسی طرح میرے جسم اور دماغ سے گزرا، اور کپکپی طاری ہوگئی، جو مجھے روحانی طور پر اللہ کے قریب تر لے گئی۔ بیعت کی وجہ سے مجھے آنسو آگئے۔

☆ ایک صحافی خاتون پلیشا سنیہ (Plješa Sanja) صاحبہ جن کا تعلق Croatia سے ہے اپنے بیٹے کے ساتھ جلسہ میں شامل ہوئیں۔ اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں: یہ میرا پہلا جلسہ تھا جس میں میں شامل ہوئی ہوں لیکن مجھے اس بات کا یقین ہے کہ میں ضرور دوبارہ جلسہ میں شامل ہونے کیلئے آؤں گی۔ بے شک میں مسلمان نہیں بلکہ میرا تعلق عیسائی مذہب سے ہے لیکن پھر بھی خاص طور پر نمازوں کا ماحول دل چھونے والا تھا اور میں بہت ہی اطمینان محسوس کرنے لگی جیسا کہ میں meditation کر رہی ہوں۔

وہ مزید کہتی ہیں: کیونکہ میں صحافی ہوں اس لیے مجھے مردانہ اور زنانہ دونوں طرف جانے کا موقع ملا اور ہر جگہ مجھ سے برابری کا سلوک کیا گیا، مجھے امن وسکون محسوس ہوا جیسا کہ میں اپنے ہی گھر میں ہوں۔

ترکی اور آذربائیجان سے آنے والے مہمانوں کی ملاقات

بعد ازاں پروگرام کے مطابق (Turkeye) ترکی اور آذربائیجان (Azerbaijan) سے آنے والے مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات پایا۔

ترکی سے گیارہ افراد پر مشتمل وفد آیا تھا اور آذربائیجان سے ایک دوست سلامو و وقار صاحب شامل ہوئے تھے۔ ترکی سے آنے والے وفد میں صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ ترکی مکرمہ یاسمین صاحبہ اور ان کے فیملی ممبران شامل تھے۔ وہاں کے لوکل معلم قبلائی چل صاحب بھی شامل تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ آپ کو جلسہ کیسا لگا؟ سبھی نے عرض کیا کہ ہمیں جلسہ بہت اچھا لگا۔ سارے انتظامات بہت اچھے تھے۔

صدر صاحبہ لجنہ سے حضور انور نے گفتگو فرمائی کہ آپ کی رپورٹس مجھے ملتی رہتی ہیں۔ صدر صاحبہ لجنہ نے حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی کہ خدا تعالیٰ ہمیں بہتر رنگ میں کام کرنے کی توفیق دے۔ حضور انور نے فرمایا اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور توفیق دے۔

☆ ایک ترک مہمان جنگیز آئی دَن (Cengiz Aydin) صاحب اپنی اہلیہ کے ساتھ جلسہ میں شامل ہوئے۔ وہ لکھتے ہیں: جلسہ سے متعلق ہر چیز بہت اچھی تھی۔ اچھی آرگنائزیشن تھی۔ ہمارا جس طرح استقبال کیا گیا اور جس طریق سے ہر ایک ہم سے پیش آیا اس سے ہمیں دلی خوشی ہوئی۔ جلسہ پر ہمیں مدعو کرنے پر ہم آپ کا بہت شکریہ ادا کرتے ہیں۔

حضور انور کے خطاب کے متعلق لکھتے ہیں: آیات قرآنیہ سے مزیّن یہ خطاب بہت پیارا اور مؤثر تھا۔

☆ ایک ترک نوجوان جان مِرت (Jan Mert) صاحب ہمبرگ سے جلسہ میں شامل ہوئے وہ کہتے ہیں: اس جلسہ میں شامل ہو کر میں نے مشاہدہ کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احمدیوں کے دلوں میں فتح اسلام کیلئے ایک نہ بجھنے والی آگ جلا دی ہے۔ جان مِرت (Jan Mert) صاحب نے جلسہ کے آخری دن تحریری بیعت کرنے کے بعد حضور انور کے دست مبارک پر بھی بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

☆ یاسمین میمِش (Yasemin Memis) صاحبہ ایک ترک خاتون ہیں اور پیشہ کے اعتبار سے ٹیچر ہیں۔ یہ اپنی فیملی کے ساتھ جلسہ پر جرمنی کے شہر Hagan سے تشریف لائی تھیں۔ انہوں نے حضور انور کا غیر مسلم احباب سے خطاب سنا۔ وہ لکھتی ہیں: حضرت خلیفہ صاحب کا یہ خطاب میرے نزدیک الہامی تھا۔ جلسہ کا ماحول مجھے بہت پسند آیا۔ اتنے بڑے اجتماع کے باوجود اتنے زیادہ امن اور سکون سے ہر کام کا ہونا مجھے تسکین قلب عطا کرتا رہا۔ اتنے زیادہ لوگوں کا صرف رضائے باری کیلئے اکٹھا ہونا اور پھر ان سب کا محبت کی لڑی میں پروئے ہونا ایک غیر معمولی حیران کن بات تھی۔ مختصر یہ کہ وہاں جو کچھ کہا گیا اور جس سوچ کا اظہار کیا گیا مجھے اسی کی تلاش تھی۔ اس دن میں نے ایک puzzle کے ہر حصہ کو اپنی اپنی جگہ فٹ بیٹھتے دیکھا۔

ایک ترک مہمان نے کہا: خلیفہ سے ایسی شعاعیں محسوس ہوتی ہیں جنہیں میں بیان نہیں کر سکتا مگر ان شعاعوں نے تمام ہال کو بھر دیا تھا۔

☆ آذربائیجان سے آئے ہوئے مہمان سلامو وقار صاحب نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا: میرا جماعت کے ساتھ پرانا رابطہ ہے۔ جماعتی افراد کے میرے ساتھ برتاؤ نے میرے اندر یہ سوال پیدا کیا کہ کس طرح ممکن ہے کہ سب ہی اتنی اچھی تربیت کے مالک ہوں؟ تو خلیفۃ المسیح کے ساتھ ملاقات اور اس کو دیکھنے کے بعد میرے سوال کا جواب مجھے مل گیا۔ جماعت میں مَیں نے کسی کو کسی طرح مجبور کرتے نہیں دیکھا۔ یہ تربیت کیلئے ہر کسی کو وقت دیتے ہیں۔ یہ سب کو ہی اپنے اندر سمونے والے لوگ ہیں۔ دوران بیعت میں نے اصل اسلام میں داخل ہونے کی تصویر کو محسوس کیا کہ اوائل اسلام میں جس طرح بیعت کر کے لوگ اسلام میں داخل ہوتے تھے اور نبی یا خلیفہ کی چھتری تلے امان پاتے تھے اسی امان میں اپنے آپ کو محسوس کیا۔ دوران ملاقات خلیفۃ المسیح کے نورانی وجود نے میری توجہ کو اپنی طرف کھینچے رکھا۔

ہنگری اور رومانیہ سے آنے والے وفود کی ملاقات

اسکے بعد ملک ہنگری (Hungary) اور رومانیہ (Romania) سے آنے والے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات پایا۔ ہنگری سے 40/افراد پر مشتمل وفد آیا تھا جس میں سے نو مقامی مہمان اور 31 پاکستانی احمدی دوست تھے۔ رومانیہ سے چار افراد پر مشتمل وفد آیا تھا۔ حضور انور نے دریافت فرمایا آپ کو جلسہ کیسا لگا؟

اس پر رومانیہ سے آنے والے ایک نوجوان نے عرض کیا کہ جلسہ بہت اچھا لگا۔ میں پہلی دفعہ آیا ہوں۔ ہم نے بہت انجوائے کیا ہے۔

ہنگری سے آنے والے ایک دوست نے عرض کیا کہ جلسہ بہت اچھا لگا۔ یہاں نیا ماحول دیکھا ہے۔ مجھے بہت پسند آیا ہے۔

حضور انور نے مربی سلسلہ کی اہلیہ کو ہدایت فرمائی کہ تبلیغ کیا کریں تبلیغ کی طرف توجہ کم ہے۔ مقامی احمدی کم ہیں۔ تبلیغ کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔

☆ ہنگری سے آنے والے ایک مہمان نے عرض کیا کہ ہمیں یہاں بہت محبت ملی ہے۔ حضور انور امن کے قیام کیلئے کوششیں فرما رہے ہیں ہم اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں۔ جلسہ پر بہت خوشی ہوئی۔ آئندہ بھی جلسہ پر آیا کروں گا۔

☆ ایک دوست نے جو ہنگری سے آئے تھے عرض کیا کہ میں بہت سے ملکوں میں گیا ہوں لیکن میں نے ایسا اجتماع دنیا میں کہیں نہیں دیکھا۔ یہاں امن دیکھا ہے۔ ہنگری میں بہت تعصب پایا جاتا ہے۔ میں وہاں مسلمانوں کے حقوق کیلئے کام کرتا ہوں ان کی مدد کرتا ہوں۔ حضور انور نے فرمایا خدا تعالیٰ ہنگری میں امن پیدا کرے۔

☆ رومانیہ سے ایک نو احمدی دوست آدرِیان مشات (Adrian Mushat) صاحب جلسہ میں شامل ہوئے۔ موصوف نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: احمدی بھائیوں کے درمیان دوستانہ اخوت جو اس سے پہلے TV اسکرین پر دیکھی تھی، اب خود اپنے مشاہدہ سے دیکھ کر بہت دلی خوشی اور سرور کے جذبات پیدا ہوئے ہیں۔ جلسہ کی حاضری بہت زیادہ تھی۔ یہ بھی میرے لیے ایک نیا تجربہ تھا کہ اتنی بڑی تعداد کا ایک جگہ پر منظم انداز سے اکٹھے ہونا اور پُرسکون طریق سے سارے انتظامات کا چلتے جانا میرے لیے پہلا اور نیا تجربہ تھا۔ بیعت میں شمولیت میرے لیے ایک پُراز جذبات کیفیت تھی۔ یقیناً اس پُرکیف احساس سے میرا دل بھر آیا تھا اور آنکھیں نمناک ہوگئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ میری اس محسوس شدہ حالت کو میرے دل میں ہمیشہ زندہ رکھے۔ آمین۔

☆ ایک رومانیئن خاتون کارمن صاحبہ (Carmen) اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہیں: حضورِ انور کا خطاب سنا اور اسلام کی پُرامن تعلیم سے میں اب واقف ہوئی ہوں۔ جلسہ اور حضور کے خطاب کے بعد میں اپنے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

یا الٰہی! تِرا فرقاں ہے کہ اک عالَم ہے ❁ جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں ❁ مئے عرفان کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

دل میں امن اور سکینت کا مضبوط احساس ساتھ لیے جا رہی ہوں۔ مجھے ایسا احساس پہلے کبھی نہیں ہوا۔ میری خواہش ہے کہ ایسے نیک خیالات میری اپنی قوم میں بھی پروان چڑھیں۔ جس طرح جماعت احمدیہ خواتین کو عزت دیتی ہے۔ دنیا میں کوئی دوسرا اتنی عزت نہیں دیتا۔

☆ ایک ہنگری مہمان جو کہ legal advisor ہیں نے کہا: خلیفہ کا خطاب بہت اچھا تھا اور آپ کا پیغام کہ دنیا میں امن قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے بہت اہم اور ضروری ہے۔ خلیفہ کی ہمدردی صرف جماعت احمدیہ تک محیط نہیں بلکہ تمام انسانیت کیلئے ہے۔ خلیفہ کی شخصیت الفاظ میں مَیں بیان نہیں کرسکتا مگر خلیفہ کا مجھ پر بہت گہرا اثر ہوا ہے۔ آج میرا اسلام کے بارہ میں تصور مکمل طور پر بدل گیا ہے۔ آپ کے خلیفہ نہایت ہی ہمدرد اور پر امن لیڈر ہیں۔ بدقسمتی یہ ہے کہ ایسے لوگ دنیا میں کم ہیں جبکہ آج ان کی بہت ضرورت ہے۔

☆ ہنگری سے آنے والے ایک مہمان ساوا وینسے (Szava Vince) صاحب تھے جنہوں نے اپنی کمیونٹی کی فلاح و بہبود کیلئے ایک Organization بنائی ہوئی ہے جس کے سینکڑوں ممبر ہیں۔ اپنے لوگوں کی قانونی مشاورت و مدد کیلئے چوبیس گھنٹے دستیاب ہوتے ہیں۔ اپنی گزر اوقات کیلئے Real Estate کے کاروبار سے منسلک ہیں۔ پچھلے کئی سالوں سے جماعت سے رابطہ اور دوستانہ تعلق ہے۔ ایک تقریب میں ان سے رابطہ ہوا اور پھر تعلق استوار ہوتا چلا گیا۔ اب اپنے قریبی فیملی ممبران کے ساتھ شامل ہوئے۔ اس جلسہ کی دعوت میں پوچھا کہ میں اپنے 12 سال کے بیٹے کو بھی جلسہ دکھانا چاہتا ہوں۔ اس عمر کے بچے اپنا وقت اور توانائی online سرگرمیوں میں برباد کررہے ہیں۔ آپ کی جماعت کے بچے جلسہ کی ڈیوٹیاں دیتے ہیں۔ یہ ماحول میرے بیٹے کی تربیت کیلئے ضروری ہے۔ انسانیت کی خدمت اور لوگوں سے محبت اور عزت کا تعلق قریب سے مشاہدہ کرنا بہت ضروری ہے۔ اس نیت کے ساتھ ساوا وینسے صاحب اپنی فیملی کے ساتھ جلسہ میں شامل ہوئے۔ موصوف نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: جلسہ کا ماحول اپنی ذات میں بے مثال ہے۔ بہت سے ملکوں میں جانے اور پروگراموں میں شرکت کرنے کا موقع ملا۔ مختلف اقوام اور افراد کے ساتھ بیٹھنے کا موقع ملا مگر ایسا دوستانہ اور باہمی احترام والا ماحول آپکا ہی خاصہ ہے۔ پچاس ہزار لوگ ایک ہی سمت میں ایک ہاتھ پر انسانیت کی خدمت کیلئے، دنیا کے امن کیلئے مصروف عمل ہیں۔ یہ ایک عجیب روحانی تجربہ ہے۔

حضور سے ملاقات ناقابل فراموش تجربہ ہے۔ یہ خوشگوار یادیں سرمایہ حیات ہیں۔ آپ لوگ صرف نعرے نہیں لگاتے، صرف باتیں نہیں کرتے بلکہ خلیفہ صاحب جو فرماتے ہیں وہ ساری دنیا کے امن کیلئے نہایت اہم ہے۔ آپ کے پیروکاروں کیلئے آپ کے الفاظ نہایت اہم ہیں۔ اور سب مل کر خلیفہ کے الفاظ کو اپنے عمل سے کر کے دکھاتے ہیں۔ خلیفہ صاحب بتاتے ہیں کہ کیسے کام کرنا ہے اور جماعت وہ محبت انسانوں سے کر کے دکھاتی ہے۔

☆ مونیکا می ہیلر (Monika Miheller) صاحبہ جو ایک online shop چلاتی ہیں اپنے بچوں کے ساتھ جلسہ میں شامل ہوئیں۔ اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: یہ میرا جماعت سے پہلا رابطہ ہے۔ مجھے آپ کے مذہب کی باتیں بڑے قریب سے مشاہدہ کرنے کا موقع ملا جو بہت خوشگوار اور حیران کن تجربہ تھا۔ ہر لحاظ سے مجھے ہر پہلو ہی مثبت لگا۔ کوئی خرابی کی بات جو مسلمانوں کے بارے میں میڈیا میں بتائی جاتی ہیں نظر نہیں آئی۔ اپنے دو بچوں کے ساتھ جلسہ میں شریک ہوئی۔ دوسروں کی اقدار اور عقائد قریب سے مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔ حضور کے خطاب سے بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔ افسوس یورپین اقوام نہ آپ کی اقدار سمجھتی ہیں نہ پہچانتی ہیں۔ آپ کی اقدار اسلام کا حسین چہرہ ہیں۔

☆ آرنلڈ گاشپر (Arnold Gaspar) صاحب جو کہ پیشے کے اعتبار سے شیف ہیں۔ اپنی فیملی کے ساتھ جلسے میں شریک ہوئے۔ اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جلسے میں ایسے تھا جیسے ہم ہمیشہ سے ایک دوسرے کو جانتے ہوں۔ ایسے لوگوں کے ساتھ رہنا اور وقت گزارنا جو دنیا کے بارے میں اور دوسری اقوام کے بارے میں ذات، قومیت اور رنگ و نسل سے ماورا ہو کر سوچتے ہیں، ایک عجیب خوشکن تجربہ تھا۔ روز بہت کچھ اور ہر روز نیا سیکھنے کو ملا، جیسے انسانوں کی آپس کی ہمدردی اور عزت و احترام سے رہنا۔ ہم یورپ کی روما کمیونٹی سے ہیں۔ ہماری بہت سی اقدار مشترک ہیں۔

خلیفہ کا ایسا احترام اور محبت کہ جب وہ بولیں تو ہزاروں کا مجمع خاموش ہوکر ہمہ تن گوش ہوجائے، یہ تجربہ اور مشاہدہ کبھی زندگی میں نہیں ہوا۔

☆ شے رون گی زیئلا (Seron Gizella) صاحبہ جو کہ پیشے کے اعتبار سے ہوٹل مینجمنٹ سے منسلک ہیں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ بہت ہی حیران کن لگا کہ اتنے بہت سے لوگ مذہبی اقدار کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اپنی زندگیوں میں مذہب کو اتنی اہمیت دیتے ہیں۔ ہزاروں لوگوں کیلئے جلسہ اتنی اہمیت کا حامل تھا۔ اور جلسہ میں بہت کچھ دیکھنے اور سیکھنے کو تھا۔ نمازیں اور دعائیں عجیب دلکش نمونے اپنے اندر رکھتی ہیں۔ جلسہ کے انتظامات نہایت منظم تھے۔ دو لفظوں میں بات کریں تو لوگ محبت کرنے والے اور دوستانہ برتاؤ والے تھے۔ ہم نے اپنے آپ کو اس بڑے خاندان کا ہی حصہ سمجھا۔

حضور سے ملاقات بھی بہت up bringing کی حامل اور لائف ٹائم تجربہ تھا۔ یہ بھی بہت حیران کن ہے کہ اتنے مصروف پروگرام کے بعد مہمانوں سے ملاقات کرنا اور ان کی رائے جاننا خلیفہ وقت کیلئے بہت اہم ہے۔

☆ ایک مہمان خاتون ساوا وینیسا (Szava Vanessz) صاحبہ اپنے خاوند کے ساتھ جلسے میں شامل ہوئیں۔ وہ کہتی ہیں: جلسے کے تینوں دن بہت interesting تھے۔ لوگ بہت کھلے دل کے اور مہمان نواز تھے۔ جلسے کے ہال میں واضح محسوس ہوتا تھا کہ ہم گویا ایک ہی خاندان ہیں۔

حضور سے ملاقات ایک لائف ٹائم تجربہ تھا۔ بہت high spirit والی ملاقات تھی آپ کی جماعت کو قریب سے دیکھنے اور مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔ پیار اور محبت کی فضا کا ایک خاص اثر تھا۔

چیک ری پبلک اور سلواکیہ سے آنے والے وفود کی ملاقات

بعد ازاں پروگرام کے مطابق چیک ری پبلک (Czeck Republic) اور سلواکیہ (Slovakia) سے آنے والے وفود نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

چیک ری پبلک سے آٹھ اور سلواکیہ سے سات افراد پر مشتمل وفد آیا تھا۔

ایک مہمان نے عرض کیا کہ میں عیسائی ہوں۔ خدا پر یقین رکھتا ہوں۔ میں نے یہاں لوگوں کو دیکھا ہے۔ بڑا پُرامن ماحول تھا۔ لوگ ایک دوسرے سے محبت کرنے والے تھے۔ اگر ساری دنیا احمدیوں کی طرح ہوجائے تو دنیا میں کوئی مسئلہ نہ ہو۔ موصوف نے کہا کہ وہ 71 سال کے ہیں اور ریٹائرڈ ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: ایک دوسرے کے ساتھ سب مل جل کر رہیں۔ صلح اور امن سے رہیں اور ایک دوسرے کا خیال رکھیں۔

چیک ری پبلک سے آنے والے ایک دوست نے بتایا کہ وہ ڈیجیٹل ڈیزائننگ کا کام کرتے ہیں۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر کہ جماعت سے کس طرح رابطہ ہوا؟ موصوف نے بتایا کہ پہلے میرا احمدی لوگوں سے رابطہ ہوا۔ بعد میں مربی سلسلہ سے رابطہ ہوا۔ پھر جلسہ پر آیا ہوں۔

ایک مہمان نے عرض کیا کہ میں اٹارنی ہوں۔ میں پہلی مرتبہ جلسہ میں شامل ہوا ہوں۔ میں احمدیوں کے کیسز پر بھی کام کررہا ہوں۔

ایک مہمان نے عرض کیا کہ میرا جماعت احمدیہ سے بہت پرانا تعلق ہے۔ چھوٹی عمر سے تعلق ہے۔ سوئٹزرلینڈ میں جماعت کی مسجد محمود کے سامنے سڑک کے پار جو چرچ ہے وہاں میرا باپ چرچ کی انتظامیہ میں شامل تھا۔ وہاں سے ہمارا جماعت سے رابطہ قائم ہوا۔ تو اس طرح ہمارا ایک لمبے عرصہ سے تعلق ہے۔

موصوف نے بتایا کہ وہ مختلف عرب ممالک میں بھی جاتے رہے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ کچھ نہ کچھ عربی بھی جانتے ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا: ہمارے وہاں زیورک میں اس چرچ کے ساتھ بڑے اچھے تعلقات ہیں۔ جب میں وہاں گیا تھا تو ہم اپنی نمازیں چرچ کے ایک ہال میں پڑھا کرتے تھے۔

احباب جماعت کی تعداد زیادہ تھی تو جماعت نے نمازوں کیلئے چرچ کا ہال حاصل کیا تھا۔

چیک ری پبلک اور سلواکیہ سے آنے والے مہمانوں نے اپنے تاثرات کا بھی اظہار کیا۔

چیک ریپبلک سے آئے ہوئے ایک نوجوان مہمان نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا: مجھے اس جلسہ سالانہ پر احمدیوں کے ذریعہ سے خدا دکھائی دیا ہے۔ بہت سے لوگ کوشش کرتے ہیں کہ خدا کے متعلق آگاہ کریں۔ مگر اس جلسہ پر لوگوں کے خاموش اچھے اخلاق کو دیکھ کر مجھے آپ کی جماعت میں خدا کا وجود نظر آیا ہے۔

☆ چیک ریپبلک سے اس دفعہ پہلی بار ایک ریٹائرڈ پروفیسر Daniel Berti صاحب شامل ہوئے۔ وہ کہتے ہیں: یہ میرا جلسہ سالانہ کا پہلا تجربہ ہے۔ بہت ساری چیزوں نے مجھے متاثر کیا۔ ایک یہ کہ نماز کے وقت مَیں نے دیکھا کہ خلیفہ وقت کے ساتھ احبابِ جماعت جس انداز میں نماز پڑھ رہے ہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خلیفہ وقت کے سانس کے ساتھ وہ سانس لے رہے ہیں۔ گویا وہ ایک ہی وجود بن گئے ہیں۔ مَیں نے دنیا میں بہت سی قوموں، مذہبوں اور لوگوں کو دیکھا ہے۔ اس طرح کی یک جہتی اور اِکائی آج پہلی دفعہ دیکھنے کو ملی ہے جس کو دیکھ کر دل بہت خوش ہوا۔

مزید کہتے ہیں کہ دنیا میں بڑی سے بڑی نمائشوں میں بھی جانے کا موقع ملا۔ ان میں جہاں بھی سیکیورٹی دیکھی وہاں سیکیورٹی اہلکاروں کا رویہ تلخ ہی پایا۔ مگر اس جلسہ سالانہ پر security سے لیکر ہر کارکن کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھی۔ نرمی دیکھی۔ جس کا یقیناً پورے جلسہ کے ماحول پر بہت مثبت اثر رہا۔ ایک پُرامن فضا قائم تھی۔ اتنے بڑے مجمع میں بغیر کسی رکاوٹ کے چلنا یقیناً بہت حیران کُن ہے۔

حضور انور سے ملاقات کے حوالہ سے کہتے ہیں: میں نے پہلے تصویر میں حضورِ انور کی پُرنور آنکھیں دیکھیں جنہوں نے مجھے بہت متاثر کیا۔ مَیں نے اپنے آپ سے کہا کہ یقیناً یہ ایک روحانی شخص کی آنکھیں ہیں۔ آج جبکہ مجھے خلیفہ وقت کو دیکھنے اور بات کرنے کا شرف حاصل ہوا جس پر مَیں بہت شکر گذار ہوں اور یہ میری زندگی کا ایک زریں حصہ بن گیا ہے۔ مَیں نے انہی روحانی اور پُرنور آنکھوں کو دیکھا جن میں بہت طاقت ہے۔ خلیفہ وقت یقیناً ایک بہت روحانی وجود ہیں۔

انہوں نے جلسہ کے موقع پر بیعت کی تقریب کو دیکھا۔ وہ کہتے ہیں: مَیں نے دیکھا کہ کس طرح خلیفہ وقت سے ایک روحانی طاقت نکلی جو کہ افرادِ جماعت اگلے شخص کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر جذب کررہے تھے۔ مگر اس طاقت کا اثر صرف احمدیوں تک نہ رہا۔ بلکہ مَیں غیر از جماعت لوگوں کے ساتھ اوپر گیلری میں کھڑا تھا۔ اوپر تک یہ کڑی ہم تک بظاہر جسمانی طور پر نہیں پہنچی۔ مگر آگے کھڑے ایک صاحب نے گیلری میں باڑ کو پکڑ لیا اور ہم نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اوپر گیلری میں ایک جسمانی رابطہ قائم کرلیا۔ تو یہ روحانی طاقت اتنی پُرکشش تھی کہ اس نے میرے جسم اور دل پر ایک گہرا اثر چھوڑا۔

☆ سلواکیہ سے آنے والی ایک مہمان خاتون ٹیچر مارطینہ حَلاوَاتا (Martina Hlavata) اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہیں: میں بے حد شکر گزار ہوں کہ میں پہلی مرتبہ جلسہ سالانہ میں شامل ہوئی ہوں۔ میں نے مہمان نوازی کا ایسا منظر دیکھا ہے جو غالباً پوری دنیا میں نہیں پایا جاتا۔ ہر ایک خوش اخلاق اور ایک مسکراتے ہوئے چہرے سے ملتا تھا۔ اس پورے جلسہ نے میرے دل پر ایک گہرا اثر ڈالا اور خاص طور پر بیعت اور نماز کے دوران میں اپنے جذبات پر قابو نہیں پاسکی پوری بیعت کی تقریب کے دوران روتی رہی اس لمحہ کو میں زندگی بھر نہیں بھولوں گی کہ کس طرح تمام احمدی خلیفہ کے ہاتھ پر ایک جان ہوکر بیعت میں شامل ہوئے۔ اسی طرح میں احمدیوں کے خلیفہ سے ملاقات کو کبھی نہیں بھولوں گی اور

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کی حقیقت
تبھی ظاہر ہوگی جب دین کو سمجھنے کی کوشش کریں گے

(پیغام بر موقع سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی 2023ء)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ اجتماع کا مقصد
دینی، علمی، اخلاقی اور روحانی ترقی ہے

(پیغام بر موقع سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی 2023ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دار الرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

ایک دن بعد بھی اس ملاقات کا میرے دل پر اثر ہے۔ آپ کے خلیفہ ایک بہت بڑی شخصیت اور پیغام والے ہیں اور پیار اور محبت کا چشمہ ہیں۔ میں ضرور ان سے ایک اور مرتبہ ملنا چاہتی ہوں اور اسلام کے بارہ میں خلیفہ سے براہ راست معلومات حاصل کرنا چاہتی ہوں۔

☆ سلواکیہ سے آنے والے ایک مہمان تھامس اُنڈریسکا (Tomas Ondriska) جو کہ ایک بزنس مین ہیں بیان کرتے ہیں: جلسہ سالانہ سے قبل مجھے اسلام کے بارہ میں کچھ نہیں پتہ تھا۔ میری حالت یہاں تک تھی کہ مجھے لگتا تھا کہ مسلمان محمد رسول اللہ ﷺ کو اپنا خدا مانتے ہیں۔ جلسہ میں شامل ہو کر مجھے اسلام کی تعلیم، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے اصل مقام کا تعارف حاصل ہوا اور یہ بھی پتا لگا کہ اسلام دراصل ایک امن پسند مذہب ہے اور یہاں پر خاص طور پر Media اسلام کے بارہ میں غلط تاثر پیدا کرتا ہے۔ میرے لیے حیرانگی ہے کہ یہ پورا جلسہ کا انتظام احمدی خود کرتے ہیں اور کتنی لگن اور کتنے جوش اور جذبہ کے ساتھ مہمانوں کی خدمت کرتے ہیں۔ جب میں نے احمدیوں کے خلیفہ کو پہلی مرتبہ دیکھا تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں نے فوراً اپنے دل میں امن اور روح پر مثبت اثر پایا۔ خلیفہ سے ملاقات کے دوران میں کچھ سوال کرنا چاہتا تھا لیکن خلیفہ وقت کا ایک ایسا پُر رعب وجود ہے کہ کوشش کے باوجود میں سوال نہیں کر سکا اور میں خلیفہ کے پُر نور چہرے کو دیکھتا رہا۔ میرا پختہ ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہی مجھے اس جلسہ میں شامل کیا ہے۔

☆ سلواکیہ سے آنے والے ایک مہمان جوڈُر مارٹن (Judr Martin Pavelek) جو اٹارنی آف لاء ہیں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں: میں نے پہلی مرتبہ جلسہ سالانہ میں شرکت کی ہے اور مجھے احمدیوں کے اخلاق اور مہمان نوازی دیکھ کر بڑی خوشی محسوس ہوئی ہے۔ جلسہ سالانہ پر مجھے بہت باتیں سیکھنے کو ملیں۔ مسلمان اور خاص طور پر احمدی امن پسند اور اپنی تعلیم پر عمل کرنے والے ہیں۔ جماعت نے جو Exhibition تیار کی تھیں وہ بہت پسند آئیں اور مجھے اسلام اور اس کی خوبصورت تعلیم کے بارہ میں بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ احمدیوں کے خلیفہ ایک بہت ہی پیار کرنے والی شخصیت ہیں اور ہر احمدی سے محسوس ہوتا ہے کہ وہ کس طرح خلیفہ وقت سے پیار کا تعلق رکھتا ہے۔ ایسا بھائی چارہ اور پیار دنیا میں کم ہی ملتا ہے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

2 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ پچھلے پہر بھی مختلف ممالک سے آنے والے وفود کی ملاقات کا پروگرام تھا۔

غانا اور کیمرون سے آنے والے وفود کی ملاقات

پروگرام کے مطابق 5 بجکر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد کے مردانہ ہال میں تشریف لائے جہاں غانا (Ghana) اور کیمرون (Cameroon) سے آنے والے وفود نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت پائی۔

کیمرون سے دوآلا (Douala) شہر کے چیف امام جلسہ میں شامل ہوئے۔ موصوف جماعت کے ساتھ بہت زیادہ تعاون کرنے والے اور ہر مخالفت کے موقع پر جماعت کی حمایت کرنے والے ہیں۔ کیمرون کے مبلغ انچارج نے موصوف کا تعارف کروایا اور مختلف مواقع پر موصوف جماعت کی جو مدد کر رہے ہیں اس بارہ میں بتایا۔

کیمرون سے جماعت کے صدر بھی آئے تھے موصوف نے بتایا کہ وہ سال 2015ء سے جماعت کیمرون کے نیشنل صدر ہیں۔ اس سے پہلے سیکرٹری مال تھے۔ موصوف نے بتایا کہ پیشہ کے لحاظ سے سول انجینئر ہوں اور اب ریٹائرڈ ہوں۔

موصوف نے عرض کیا کہ جلسہ یوکے پر آنے کیلئے کوشش کی تھی لیکن ویزہ نہ مل سکا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا۔ اگلے سال ویزا کی کوشش کریں۔

صدر صاحب نے عرض کیا کہ جب جلسہ گاہ میں حضور میرے پاس سے گزرے تو میں نے کانپنا شروع کر دیا۔ میں نے پہلی دفعہ حضور کو قریب سے دیکھا تھا۔

صدر صاحب نے بتایا کہ وہ ہیومینٹی فرسٹ کے چیئر مین بھی ہیں اور اس وقت قریباً ایک ہزار یتامیٰ کا خیال رکھ رہے ہیں۔ اب تک ہم نے 94/ بورہول بھی کیے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کیا وہاں پانی مل جاتا ہے۔ کتنی گہرائی پر مل جاتا ہے؟ اس پر صدر صاحب نے بتایا کہ 60/ میٹر تک پانی آ جاتا ہے۔

غانا کے وفد کے ممبران نے باری باری اپنا تعارف کروایا۔ حضور انور نے غانا کے مبلغ سلسلہ احمد طاہر مرزا صاحب کو ہدایت فرمائی کہ آپ جو جماعت غانا کی تاریخ مرتب کر رہے ہیں اس میں پروف ریڈنگ کی ضرورت ہے اور ایڈیٹنگ ہونے والی ہے۔ بعض الفاظ اور فقرے درست ہونے والے ہیں۔

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ''اللہ حافظ ہو سب کا'' کیمرون کے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

☆ کیمرون سے آنے والے امام محمد مالک فاروق صاحب دوآلہ (Douala) شہر کے چیف امام ہیں اور کیمرون کی دو ریجنز کی علماء کونسل کے چیئر مین بھی ہیں۔ اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں پہلی دفعہ جماعت کے اتنے بڑے پروگرام میں شامل ہوا ہوں۔ میرے لیے بڑی حیرانگی کی بات ہے کہ جلسہ سالانہ میں مختلف رنگوں کے لوگ سب خوشی سے ملے اور آپس میں سب ایک فیملی کے افراد کی طرح پیار و محبت سے ملتے نظر آئے اور تین دنوں میں مجھے کسی قسم کا کوئی جھگڑا نظر نہیں آیا۔

انتظامات بہت اچھے تھے کھانے اور ٹرانسپورٹ کے کارکنان بہت محنت اور خوشی سے کام کرتے نظر آئے۔ نمائشوں میں جا کر بہت علم میں اضافہ ہوا اور میں جماعت کی خدمات سے بہت متاثر ہوا ہوں۔

امام جماعت کے خطابات علم کا خزانہ تھے پُر حکمت اور اسلامی تعلیمات کی بہترین عکاسی کرتے تھے۔ عورتوں سے خطاب نے مجھے بہت متاثر کیا۔ اگر ہم سب ان زرّیں ہدایات کے مطابق زندگی بسر کرنا شروع کر دیں تو یہ زندگی جنّت بن جائے۔

جلسہ کے دوران حضرت امام جماعت کا غیراز جماعت مہمانوں سے خطاب بہترین اسلامی تعلیمات سے پُر تھا۔ امام جماعت نے ایسی تعلیم پیش فرمائی کہ ہر مسلمان کو اپنے دین پر فخر کرنا چاہیے۔ ہم سب کو عملی طور پر اس تعلیم کو پوری دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہیے اور اس وقت اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے خلیفہ کو بہترین اسلامی تعلیم دنیا کے سامنے پیش کرنے کیلئے کھڑا کیا ہے۔

امام جماعت نور اور ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔ دنیا کی راہنمائی فرما رہے ہیں۔ جلسہ کے تمام خطابات سے میرے علم میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ (باقی آئندہ)

......☆......☆......☆......

اعلان نکاح: از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 28/ اکتوبر 2023 کو بعد نماز عصر مسجد مبارک اسلام آباد (یوکے) میں درج ذیل 4 نکاحوں کا اعلان فرمایا:

- عزیزہ شمامہ نور عالیہ خان بنت مکرم افتخار احمد خان صاحب (یوکے) ہمراہ عزیزم ابدال احمد توقیر (مربی سلسلہ، ریویو آف ریلیجنز) ابن مکرم افضال احمد توقیر صاحب (بلجیم)
- عزیزہ ماریہ صدف (واقفہ نو) بنت مکرم کرنل ریٹائرڈ وسیم احمد شاہد صاحب (کینیڈا) ہمراہ عزیزم ڈاکٹر تصور احمد جاوید (واقف نو) ابن مکرم منیر احمد جاوید صاحب (پرائیوٹ سیکرٹری)
- عزیزہ سعدیہ حرا (یوکے) بنت مکرم منظور احمد صاحب (ربوہ) ہمراہ عزیزم مونس احمد (واقف نو) ابن مکرم توقیر احمد صاحب (کارکن جامعہ احمدیہ یوکے)
- عزیزہ جاذبہ داؤد (واقفہ نو) بنت مکرم داؤد احمد صاحب (یوکے) ہمراہ عزیزم نبیل احمد چغتائی ابن مکرم داؤد الیاس چغتائی صاحب (یوکے) ☆☆

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ اوّل

موسیٰؑ جلد سوال کرنے لگ جاتے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہی آپؐ پر ہر بات ظاہر کرتا اور یہی فرق دونوں کی امتوں میں تھا۔

تورات پر نظر ڈالو کہ بنی اسرائیل سوال پر سوال کر رہے ہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کا یہ حال ہے کہ صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہم انتظار کیا کرتے تھے کہ کوئی اعرابی آوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی سوال پوچھے تا ہم بھی سن لیں گویا اس قدر وقار اور صبر نفس حاصل تھا کہ خود نہ پوچھا کرتے تھے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَمۡ تُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ تَسۡـَٔلُوۡا رَسُوۡلَكُمۡ كَمَا سُئِلَ مُوۡسٰى مِنۡ قَبۡلُ (بقرہ رکوع 13) کہ کیا تم میں سے بعض موسیٰؑ کی قوم کی طرح سوال کرنا چاہتے ہیں۔ ایسا نہ کرنا۔ وہ لوگ انہیں بار بار خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے پر اور ہر بات کے متعلق سوال کرنے کیلئے مجبور کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اس حکم پر عمل کرتے ہوئے صحابہؓ نے ادب کے طریق کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حال تھا کہ جو خدا تعالیٰ بتاتا سن لیتے ورنہ صبر سے انتظار کرتے اور اس حکم پر عمل فرماتے کہ وَلَا تَعۡجَلۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ يُّقۡضٰۤى اِلَيۡكَ وَحۡيُهٗ ۚ وَقُلۡ رَّبِّ زِدۡنِىۡ عِلۡمًا (طٰہٰ رکوع 6) یعنی قرآن کریم کو اپنے وقت پر نازل ہونے دو اور اس کی وحی کے آنے سے پہلے سوال نہ کیا کرو۔ اور یہ دعا کیا کرو کہ الٰہی میرے علم کو بڑھاتا رہ۔

(تفسیر کبیر، جلد 4، صفحہ 476، مطبوعہ 2010 قادیان)

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

ھوالشافی

N D QAMAR HERBAL & UNANI CLINIC
(Treatment for all kinds of Chronic Diseases)
SINCE 1980
Near Khilafat Gate Qadian (Punjab)
contact no : +91 99156 02293
email : qamarafiq81@gmail.com
instagram : qamar_clinic

Manufacturer and Retailer of Leather Fashion Accessories and Bags.
Specialized in the Desing and Production of Quality & Sale Online Platform
Like Flipkart, Amazon, Meesho. & Product Key Word is "Grizzly Wallet"
6294738647 mygrizzlyindia@gmail.com, Web:www.mygrizzlyindia.com
mygrizzlyindia mygrizzlyindia mygrizzlyindia

طالب دعا : عطاء الرحمٰن (بھاٹی پوٹا، ضلع ساؤتھ 24 پرگنہ) مغربی بنگال

اگر آپ کو خدا تعالیٰ کا تقویٰ ہوگا تو آپ پھر سیدھے راستے سے نہیں بھٹکیں گے، آپ بُرے کام نہیں کریں گے، آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کریں گے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ عفو و درگزر کی عادت ڈالو

اور انسان کے دل میں کسی کیلئے نفرت نہیں ہونی چاہئے، اس لیے ہم استغفار کرتے ہیں، ہمیشہ استغفار کرتے رہیں

اگر آپ حقیقی مسلمان ہیں تو آپ کو اپنے دوستوں کو بتانا چاہئے کہ ہم حقیقی مسلمان ہیں، ہم واحد اور قادر خدا کو مانتے ہیں

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النّبیین مانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ایک وجود نے آخری زمانہ میں مبعوث ہونا تھا

وہ وجود حضرت مرزا غلام احمد صاحب آف قادیان کی صورت میں تشریف لا چکے ہیں، آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی نبی ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع ہیں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ممبران مجلس خدام الاحمدیہ سنگاپور کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 19/دسمبر 2021ء کو مجلس خدام الاحمدیہ سنگاپور کے ممبران سے آن لائن ملاقات فرمائی۔ حضور انور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ 19 ممبران مجلس خدام الاحمدیہ نے طٰہٰ مسجد سنگاپور سے شرکت کی۔

ملاقات کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد جملہ شاملین ملاقات کو حضور انور سے سوالات پوچھنے کا موقع ملا۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ آپ ایمان اور روحانیت کے لحاظ سے یہاں سنگاپور کے نوجوان خدام کو کیا نصیحت فرمائیں گے؟

حضور انور نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ مجھے ایک فقرے میں کوئی نصیحت فرمائیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور پھر سب کام کرو۔ اگر آپ کو خدا تعالیٰ کا تقویٰ ہوگا تو آپ پھر سیدھے راستے سے نہیں بھٹکیں گے۔ آپ برے کام نہیں کریں گے، آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کریں گے۔ آپ ہمیشہ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے ہوں گے۔ تو اگر آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہے پھر آپ سب نیکیاں بجالا سکتے ہیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں، اللہ ہمیں ہمیشہ دیکھ رہا ہے۔

ایک اَور خادم نے سوال کیا کہ حضور انور نے کینیڈا کے خدام سے ملاقات کے دوران ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ جو لوگ ویکسین نہیں لگواتے وہ بڑے نادان ہیں۔ اور ایسے لوگوں کو عہدیدار نہیں ہونا چاہئے۔ میں بھی ان لوگوں میں سے ہوں جو ویکسین نہیں لگوانا چاہتے تھے لیکن جب میں نے حضور انور کا یہ پیغام سنا تو میں نے فوراً ویکسین لگوالی۔ تو حضور میرا سوال یہ ہے کہ یہ کیوں فرمایا کہ ہم بڑے نادان ہیں؟ وہ کیا بات ہے جس سے ہم بے خبر ہیں؟ کیا حضور اس پر روشنی ڈال سکتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ انسان جو چیز اپنے لیے پسند کرتا ہے وہ دوسروں کیلئے بھی پسند کرنی چاہئے۔ تو چونکہ میں نے ویکسین لگوائی ہوئی ہے اس لیے میں نے سب کو کہا کہ آپ کیلئے ویکسین لگوانا بہتر ہے بجائے اس کے کہ نہ لگوائی جائے۔ اس لیے میں نے یہ کہا تھا۔ میرے نظریئے کے مطابق اگر آپ ویکسین نہیں لگواتے تو آپ صرف اپنے آپ کو ہی اس وبا کے حوالہ سے خطرے میں نہیں ڈال رہے بلکہ آپ دوسروں میں یہ بیماری پھیلانے کا باعث بھی بن رہے ہیں۔ تو اس لیے دوسروں کی خاطر ہمیں کووڈ کی ویکسین لگوانی چاہئے۔ اور جہاں تک مجھے اس کا علم ہے میں نے بہت سے سائنسدانوں اور ڈاکٹرز سے بات کی ہے جن میں اکثر یہی کہتے ہیں اور ثبوت دیتے ہیں کہ ویکسین لگوانے کے نتائج بڑے مثبت ہیں۔ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اس سے سو فیصد لوگ شفا پا جائیں گے اور بیماری سے بچ جائیں گے، ایسا نہیں ہے۔ لیکن (ویکسین لگوانے والوں کی) ایک بھاری اکثریت ایسی ہے جن میں بیماری لاحق ہونے کی صورت میں بھی مثبت نتائج نظر آتے ہیں۔ ان کیلئے یہ بیماری جان لیوا ثابت نہیں ہوئی۔ اس لیے میرے نظریے کے مطابق یہ بہتر ہے کہ احمدی احباب ویکسین لگوائیں۔ لیکن میں بھی کسی پر جبر تو نہیں کر سکتا۔ میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ تمام عہدیداران جنہوں نے ویکسین نہیں لگوائی انہیں اپنے عہدے سے ہٹا دینا چاہئے۔ یہ میرا پاسنگ ریمارک تھا کہ ایسے لوگوں کو اپنے عہدے پر فائز نہیں رہنا چاہئے۔ تو اس کا یہ مطلب ہے کہ ایسے لوگوں کو خود بہت محتاط ہونا چاہئے۔ اور یہ سمجھنا چاہئے کہ میں اس ویکسین کو کس قدر ضروری سمجھتا ہوں۔ ورنہ میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ میں حکمت نہیں ہے۔ آپ ایک نہایت دانا شخص ہو سکتے ہیں، آپ ایک مذہبی آدمی ہیں، آپ کو دین کا علم ہے۔ اس لحاظ سے آپ نادان نہیں ہیں۔ لیکن اس ویکسین کے لحاظ سے یا بیماری کے علاج کے حوالہ سے آپ نادان ہیں۔ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ آپ ہر پہلو سے نادان ہیں، نہیں میرا یہ مطلب نہیں تھا۔

شاملین مجلس میں سے ایک خادم نے سوال کیا کہ ایک مسلمان اپنے دل کو نفرت سے کیسے پاک کر سکتا ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ ہم ایک ایسے رسول کے پیروکار ہیں جو آخری نبی ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جن کا دل ایسی تمام برائیوں اور نفرتوں سے پاک تھا۔ مزید یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظلی نبی کے طور پر تشریف لائے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ میں اس دور میں بنی نوع انسان کو ان کے خالق سے جوڑنے کیلئے آیا ہوں اور دوسرا یہ کہ انہیں حقوق العباد کی طرف توجہ دلاؤں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ہم یہ حقوق ادا نہیں کر سکتے جب تک کہ ہمارے دل پاک نہ ہو جائیں اور ہمارے دلوں میں کوئی دشمنی، عناد اور حسد نہیں ہونا چاہئے۔ صرف تب ہی ہم ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے بن سکتے ہیں۔ ہم یہ ٹارگٹ خود بخود حاصل نہیں کر سکتے، اس کیلئے ہمیں اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت ہے۔ آپ کو اپنی پنجوقتہ نمازوں میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دلوں کو پاک کرے اور کسی بھی شخص کیلئے آپ کے دل سے نفرت مٹا دے۔ اسی لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ عفو و درگزر کی عادت ڈالو۔ اور انسان کے دل میں کسی کیلئے نفرت نہیں ہونی چاہئے۔ اس لیے ہم استغفار کرتے ہیں۔ ہمیشہ استغفار کرتے رہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ (پڑھیں)۔ پھر اپنی پنجوقتہ نمازوں میں بھی دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دل سے ہر قسم کی برائیاں اور کسی سے بھی نفرت مٹا دے۔

ایک دوسرے خادم نے بتایا کہ احمدیہ مسلم جماعت کے خلاف فتویٰ ابھی بھی مسلم اتھارٹی آف سنگاپور کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔ آپ کے نزدیک اس کے خلاف بہترین ردعمل کیا ہونا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ دیکھیں وہ کہتے ہیں کہ آپ مسلمان نہیں ہیں لیکن اگر آپ حقیقی مسلمان ہیں تو آپ کو اپنے دوستوں کو بتانا چاہئے کہ ہم حقیقی مسلمان ہیں کیونکہ ہم واحد اور قادر خدا کو مانتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ ہم آپ کو آخری نبی ماننے والے ہیں مگر ہماری تشریح کچھ مختلف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ایک وجود نے آخری زمانہ میں مبعوث ہونا تھا اور ہمارا ماننا ہے کہ وہ وجود حضرت مرزا غلام احمد صاحب آف قادیان کی صورت میں تشریف لا چکے ہیں (جو مسیح موعود اور امام مہدی ہیں)۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی نبی ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی تھی کہ وہ (مسیح موعود اور امام مہدی) آئے گا۔ اور قرآن میں بھی یہی لکھا ہوا ہے کہ آخری زمانہ میں ایک نبی آئے گا۔ تو ہم مانتے ہیں کہ وہ وجود آ چکا ہے اور ان کا مقام مسیح موعود اور امام مہدی کا ہے اور آپ کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ایک حدیث میں چار مرتبہ نبی بیان فرمایا ہے۔ یوں ختم نبوت بھی نہیں ٹوٹتی کیونکہ آپ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے متبع ہیں۔ چنانچہ جو آپ کے قریبی دوست ہیں ان کو بتائیں کہ یہ فتویٰ بالکل غلط ہے اور وہ (مخالفین) ہمارے اعتقادات کو نہیں سمجھتے۔ وہ ہمارے ساتھ کوئی بحث نہیں کرتے اور وہ ہماری تشریح کو غلط سمجھتے ہیں۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث جو سمجھنے میں ان کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ اگر آپ مسیح کی آمد کے منتظر ہیں تو جب وہ آئیں گے تو آپ کے مطابق ان کا مقام نبی کا ہوگا۔ کیونکہ اگر وہ مانتے ہیں کہ (حضرت) عیسیٰ دوبارہ آئیں گے تو انہیں تو نبوت کا مقام دیا جا چکا ہے۔ جب وہ ایک دفعہ نبی بن گئے تو اللہ تعالیٰ ان سے یہ ٹائیٹل واپس نہیں لے گا اور وہ نبی ہی رہیں گے۔ اور جب وہ نبی ہیں اور اگر وہ خود آئیں تو اس سے ختم نبوت ٹوٹ جائے گی۔ لیکن ہم یہاں جو تشریح کرتے ہیں وہ درست ہے۔ کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ جس نے آنا تھا یہ ایک تمثیل تھی۔ ایسا نہیں تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود آنا تھا مگر مراد یہ تھی کہ ایک شخص حضرت عیسیٰ کے نقش قدم پر آئے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا متبع ہوگا اور جسے نبوت کا مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی کے طور پر دیا جائے گا۔ اس طرح اس انداز میں آپ اپنے دوستوں سے بات چیت کرتے ہوئے لوگوں کا یہ شک و شبہ دور کر سکتے ہیں۔ تو یہ تبلیغ ہے، جتنی بھی تبلیغ آپ کر سکتے ہیں۔ اس سے آپ یہ پیغام پھیلائیں گے اور لوگوں کے شکوک و شبہات دور کریں گے۔ تو یہ سب آپ کی تبلیغ پر منحصر ہے کہ آپ کس قدر موٴثر تبلیغ کرتے ہیں اور کس جرأت سے اپنے خیالات کو بیان کر سکتے ہیں۔ جہاں تک فتاویٰ کا ذکر ہے تو وہ تو ہمیشہ سے ہی لگتے رہے ہیں۔ غیر احمدی ہمیشہ ہمارے خلاف بولتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم حقیقی مسلمانوں کا طرز عمل اختیار کرتے ہیں اور اس حوالے سے اپنا مثالی نمونہ پیش کرتے ہیں۔ ہمارا ہر عمل اسلام کی تعلیمات کے عین مطابق ہونا چاہئے اور جب لوگ دیکھیں گے کہ ہم ایک مسلمان کی طرح طرز عمل اختیار کر رہے ہیں تو انہیں خود بخود سمجھ آ جائے گی کہ یہ فتاویٰ سب غلط ہیں۔

اللہ حافظ و ناصر۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 7 جنوری 2022ء)

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا ☆ مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار (المسیح الموعودؑ)

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

WATCH SALES & SERVICE
LCD LED SMART TV
VCD & CD PLAYER
EXPORT AND IMPORT GOODS
AND ALL KIND OF ELECTRONICS
AVAILABLE HERE

Prop. NASIR SHAH Contact.03592-226107,281920, +91-7908149128
NEAR LAAL BAZAR, AHMADIYYA MUSLIM MISSION GANGTOK SIKKIM

دنیا میں، تمام ممالک میں شوریٰ اس لیے منعقد کی جاتی ہے کہ
~~جہاں ہم اپنی عملی حالتوں کو درست کرنے کیلئے منصوبہ بندی کریں وہاں خدائے واحد کا پیغام پہنچانے کیلئے~~
اور دنیا کو امت واحدہ بنانے کیلئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے لانے کیلئے ایسی منصوبہ بندی کریں جو ایک انقلاب پیدا کرنے والی ہو

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 12 ر مئی 2023 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورہ آل عمران کی 160 آیت کی تلاوت فرمائی فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ترجمہ: پس اللہ کی خاص رحمت کی وجہ سے تُو ان کیلئے نرم ہو گیا۔ اور اگر تُو تُند خُو (اور) سخت دل ہوتا تو وہ ضرور تیرے گِرد سے دُور بھاگ جاتے۔ پس ان سے درگزر کر اور ان کیلئے بخشش کی دعا کر اور (ہر) اہم معاملہ میں ان سے مشورہ کر۔ پس جب تُو (کوئی) فیصلہ کر لے تو پھر اللہ ہی پر توکّل کر۔ یقیناً اللہ توکّل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

سوال: تمام ممالک میں شوریٰ کس لئے منعقد کی جاتی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: دنیا میں، تمام ممالک میں شوریٰ اس لیے منعقد کی جاتی ہے کہ جہاں ہم اپنی عملی حالتوں کو درست کرنے کیلئے منصوبہ بندی کریں وہاں خدائے واحد کا پیغام پہنچانے کیلئے اور دنیا کو امت واحدہ بنانے کیلئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے لانے کیلئے ایسی منصوبہ بندی کریں جو ایک انقلاب پیدا کرنے والی ہو۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مشورہ لینے کا کیا طریق تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو اپنے اصحاب سے مشورہ لینے والا نہیں پایا۔

سوال: خلیفۂ وقت کا مشورہ لینے کا کیا طریق ہے؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: خلیفۂ وقت بھی اللہ تعالیٰ کے حکم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق دنیا میں پھیلی ہوئی جماعتوں سے وہاں کے حالات کے مطابق مشورے لیتا ہے۔

سوال: مشورہ دینے والوں کو کیا بات ہمیشہ مدنظر رکھنی چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مشورہ دینے والوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ ان کے مشورے نیک نیتی اور تقویٰ کے اعلیٰ معیاروں کے مطابق ہونے چاہئیں۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ مجلس شوریٰ خلافت کا مددگار ادارہ ہے اور اس لحاظ سے جماعت میں خلافت کے بعد اس کی بہت اہمیت ہے۔

سوال: جماعت میں کب انقلابی تبدیلی پیدا ہوگی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اپنے عملی نمونے، لوگوں سے پیار محبت کا تعلق، ان کا درد دل میں رکھنا، ان کیلئے بھی اور اپنے لیے بھی دعا کرنا، خلیفۂ وقت کی اطاعت کے معیار کو بلند کرنا ہر عہدیدار اور ہر ممبر شوریٰ کا خاص امتیاز ہوگا تو تبھی ایک انقلابی تبدیلی مجموعی طور پر ہم جماعت میں پیدا ہوتی دیکھیں گے۔

سوال: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بعض معملات میں مشورہ لینا ہمیں کیا بتاتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض معاملات میں مشورہ لینا حقیقت میں ہمیں صحیح راستے پر چلانے اور باہمی تعاون اور مشورے سے کام کرنے کی طرف راہنمائی کیلئے ہے اور امّت میں وحدت پیدا کرنے کیلئے ہے۔ حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ جب شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ کی آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگرچہ اللہ اور اس کا رسول اس سے مستغنی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے میری امّت کیلئے رحمت کا باعث بنایا ہے۔ پس ان میں سے جو مشورہ کرے گا وہ رشد و ہدایت سے محروم نہیں رہے گا اور جو مشورہ نہیں کرے گا وہ ذلت سے نہ بچ سکے گا۔

سوال: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں مشورے لینے کیلئے کون سے تین طریق تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: عموماً مشورہ لینے کیلئے تین طریق ہمیں نظر آتے ہیں۔ ایک یہ طریق تھا کہ جب مشورے کے قابل کوئی معاملہ ہوتا تو ایک شخص اعلان کرتا کہ لوگ جمع ہو جائیں اور لوگ جمع ہو جاتے اور پھر جو رائے ہوتی، جو مشورہ ہوتا اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا خلفاء فیصلہ کر دیتے کہ ان مشوروں کے بعد ہمارا یہ فیصلہ ہے، اس طرح اس پر عمل ہوگا۔ دوسرا طریق یہ تھا کہ جن لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشورے کا اہل سمجھتے انہیں بلا لیتے اور عمومی طور پر سب کو نہ بلایا جاتا اور پھر ان چند لوگوں کی مجلس سے مشورہ لیا جاتا۔ تیسرا طریق یہ تھا کہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے کہ دو آدمی بھی اکٹھے جمع نہیں ہونے چاہئیں وہاں آپ علیحدہ علیحدہ بلا کر مشورہ لیتے۔ پہلے ایک کو بلا کر مشورہ لیتے پھر دوسرے کو بلا کر مشورہ لیا جاتا۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کن معاملات میں صحابہ کرام سے مشورے لیا کرتے تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو بہت سے معاملات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے براہ راست راہنمائی ملتی تھی لیکن خاص طور پر ان معاملات میں آپؐ ضرور صحابہ کرام سے مشورہ طلب فرماتے تھے جہاں اللہ تعالیٰ کا کوئی واضح حکم نہ ہوتا تھا۔

سوال: ہمارے چندوں کی آمد کی کیسے رنگ میں منصوبہ بندی ہونی چاہئے؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہمارے چندوں کی آمد کی ایسے احسن رنگ میں منصوبہ بندی ہونی چاہئے جس سے ہم کم سے کم خرچ میں زیادہ سے زیادہ اشاعت دین اور تبلیغ کے کام کو سرانجام دے سکیں۔

سوال: شوریٰ کے ممبران کس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: شوریٰ کے ممبران کو یہ ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ ہر احمدی کا خلافت سے وفا اور اطاعت کا عہد ہے تو اس کیلئے سب سے اعلیٰ نمونہ عہدیداران اور شوریٰ کے ممبران کو دکھانا چاہئے کیونکہ آپ اس ادارے کے ممبر بنائے گئے ہیں جو نظامِ خلافت اور نظامِ جماعت کا مددگار ادارہ ہے۔ مشورہ دینے والوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ان کے مشورے نیک نیتی اور تقویٰ کے اعلیٰ معیاروں کے مطابق ہونے چاہئیں۔

سوال: صحابہ کرام کس طرح مشورہ دیا کرتے تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: صحابہؓ کا نمونہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ وہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مشورہ دیتے تھے تو پھر اپنی صلاحیتوں اور تجربے کے مطابق تقویٰ پر چلتے ہوئے مشورہ دیا کرتے تھے۔

سوال: کن لوگوں سے مشورہ کرنا چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت تو یہاں تک وضاحت کرتی ہے، آپؓ نے فرمایا کہ شَاوِرُوا الْفُقَهَاءَ وَالْعَابِدِيْنَ یعنی سمجھدار اور عبادت گزار لوگوں سے مشورہ کرو ہر ایک سے نہیں۔ پس یہ معیار ہے نمائندگان کا۔

سوال: لوگوں نے نمائندگان کو کس لئے چنا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: نمائندگان کو لوگوں نے اس لیے چنا ہے کہ وہ نمائندگی کا اور امانت کا حق ادا کریں۔

سوال: اگر تقویٰ سے کام لیتے ہوئے ہر نمائندہ اور ہر عہدیدار شوریٰ کی منظور شدہ تجاویز پر عمل کرنے اور کروانے کی کوشش کرے تو اس کے نتیجہ میں کیا ہوگا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اگر تقویٰ سے کام لیتے ہوئے ہر نمائندہ اور ہر عہدیدار شوریٰ کی منظور شدہ تجاویز پر عمل کرنے اور کروانے کی کوشش کرے تو پھر کبھی یہ صورت پیدا نہ ہو کہ وہ تجویز دوبارہ اگلے سال یا دو تین سال بعد پیش ہونے کیلئے آجائے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام تقویٰ پر چلنے کی نصیحت کرتے ہوئے احباب کو کیا فرماتے ہیں؟

جواب: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تقویٰ پر چلنے کی نصیحت کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ”يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ ۔ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ یعنی اے ایمان لانے والو! اگر تم متقی ہونے پر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کیلئے اتقاء کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور تمہارے غیروں میں فرق رکھ دے گا۔ وہ فرق یہ ہے کہ تم کو ایک نور دیا جائے گا جس نور کے ساتھ تم اپنی تمام راہوں میں چلو گے یعنی وہ نور تمہارے تمام افعال اور اقوال اور قویٰ اور حواس میں آجائے گا۔ تمہاری عقل میں بھی نور ہوگا اور تمہاری ایک اٹکل کی بات میں بھی نور ہوگا اور تمہاری آنکھوں میں بھی نور ہوگا اور تمہارے کانوں اور تمہاری زبانوں اور تمہارے بیانوں اور تمہاری ہر ایک حرکت اور سکون میں نور ہوگا اور جن راہوں میں تم چلو گے وہ راہ نورانی ہو جائیں گی۔ غرض جتنی تمہاری راہیں تمہارے قویٰ کی راہیں تمہارے حواس کی راہیں ہیں وہ سب نور سے بھر جائیں گی اور تم سراپا نور میں ہی چلو گے۔“

......☆......☆......☆......

نام نہاد علماء اور مخالفین سمجھتے ہیں کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو اپنی پھونکوں سے ختم کردیں گے
لیکن نہیں جانتے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مقابل پر جب کھڑے ہوں تو اپنی ہی تباہی ہوتی ہے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 19 ر مئی 2023 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: اللہ جل شانہٗ جس کو مبعوث کرتا ہے اور جو واقعی طور پر خدا کی طرف سے ہوتا ہے اس پر خدا تعالیٰ کیا افضال نازل کرتا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اللہ جل شانہٗ جس کو مبعوث کرتا ہے اور جو واقعی طور پر خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔ وہ روز بروز ترقی کرتا اور بڑھتا ہے اور اس کا سلسلہ دن بدن رونق پکڑتا جاتا ہے اور اس کے روکنے والا دن بدن تباہ اور ذلیل ہوتا جاتا ہے اور اس کے مخالف اور مکذّب آخرکار بڑی حسرت سے مرتے ہیں۔

سوال: کیا نام نہاد علماء اور مخالفین کی مخالفت سے جماعت احمدیہ کی ترقی پر کوئی اثر ہوگا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: نام نہاد علماء اور مخالفین سمجھتے ہیں کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو اپنی پھونکوں سے ختم کردیں گے لیکن نہیں جانتے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مقابل پر جب کھڑے ہوں تو اپنی ہی تباہی ہوتی ہے

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جماعت پر اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسکے بڑھتے چلے جانے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: یہ بھی اللہ جل شانہٗ کا بڑا معجزہ ہے کہ باوجود اس قدر تکذیب اور تکفیر کے اور ہمارے مخالفوں کی دن رات کی سرتوڑ کوششوں کے یہ جماعت بڑھتی جاتی ہے۔ ہمارے مخالف دن رات کوشش کر رہے ہیں اور جانکاہی سے طرح طرح کے منصوبے سوچ رہے ہیں اور سلسلہ کو بند کرنے کیلئے پورا زور لگا رہے ہیں مگر خدا ہماری جماعت کو بڑھاتا جاتا ہے۔ جانتے ہو کہ اس میں کیا حکمت ہے؟ حکمت اس میں یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ جس کو مبعوث کرتا ہے اور جو واقعی طور پر خدا کی طرف سے ہوتا ہے وہ روز بروز ترقی کرتا اور بڑھتا ہے اور اسکا سلسلہ دن بدن رونق پکڑتا جاتا ہے اور اسکے روکنے والا دن بدن تباہ اور ذلیل ہوتا جاتا ہے اور اسکے مخالف اور مکذّب آخرکار بڑی حسرت سے مرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے ارادہ کو جو درحقیقت اس کی طرف سے ہے کوئی بھی روک نہیں سکتا۔ اور خواہ کوئی کتنی ہی کوششیں کرے اور ہزاروں منصوبے سوچے مگر جس سلسلہ کو خدا شروع کرتا ہے اور جس کو وہ بڑھانا چاہتا ہے اس کو کوئی نہیں روک سکتا کیونکہ اگر ان کی کوششوں سے وہ سلسلہ رک جائے تو ماننا پڑے گا کہ روکنے والا خدا پر غالب آ گیا۔ حالانکہ خدا پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کانگو سینٹر کے ایک گاؤں کے امام جبرائیل صاحب اور ان کے مقتدیوں کے قبول احمدیت کے بارے میں کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: صوبہ کانگو سینٹرل کے ایک گاؤں کے ایک حصہ میں ہمارے معلم ہیں عیسیٰ صاحب۔ وہ جماعت کے وفد کے ساتھ تبلیغ کیلئے گئے۔ وہاں کے امام مسجد جبرائیل صاحب جماعت کی مخالفت کے حوالے سے

بہت مشہور تھے۔ ان کے ساتھ وفات مسیح اور ظہور امام مہدی کے اوپر گفتگو ہوئی۔ جب ان پر یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے عقیدے کے نتیجہ میں نعوذ باللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے تو یہ بات وہ سمجھ گئے۔ ڈھٹائی نہیں تھی ان میں پاکستانی مولویوں کی طرح اور ظہور امام مہدی کا عقیدہ بھی ان کی سمجھ میں آگیا۔ انہوں نے اسی وقت اپنے خاندان کے چھ افراد اور اپنے اکیس مقتدیوں کے ساتھ بیعت کرلی۔

سوال: اللہ تعالیٰ کیسے خود قبولیت کیلئے زمین تیار کرتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: گنی کناکری کے مبلغ لکھتے ہیں کہ وہاں ایک گاؤں کُٹایا (Kotoya) ہے وہاں تبلیغ کی غرض سے پہنچے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام تفصیل کے ساتھ پہنچایا تو گاؤں کے سب سے بزرگ شخص نے کہا کہ وہ اپنے دادا سے ایک لفظ مہدی، مہدی اکثر سنا کرتا تھا لیکن اسے کبھی اس بات کی سمجھ نہیں آئی اور نہ ہی دادا نے کبھی اس کی تفصیل بتائی لیکن یہ بتایا کہ اس کا تعلق اسلام سے ہے۔ لہٰذا آج جب آپ نے تفصیل سے امام مہدی کا ذکر کیا ہے تو میں صدق دل سے احمدیت میں داخل ہوتا ہوں اور اس نے گاؤں والوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اس جماعت کو قبول کرلیں کیونکہ میں نے اکثر افریقن ممالک میں سفر کیا ہے اور ہر جگہ مجھے احمدیہ مسلم جماعت ہی اسلام کی خدمت کرتی نظر آئی ہے جبکہ دوسرے فرقے یا تو دنیا کمانے میں لگے ہوئے ہیں اور یا پھر ایک دوسرے کو کافر قرار دینے کے لیے اپنی علمی کاوشیں دکھاتے رہتے ہیں۔ ایک یہی جماعت ہے جو قرآن اور اسلام کی خدمت کررہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے گاؤں میں امام سمیت بہت سارے لوگوں نے بیعت کی۔

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تنزانیہ سے قبول احمدیت کا کیا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: سیمیو ریجن کی ایک جماعت ہے موابے ما (Mwabuma) میں معلمین صاحبان نے تبلیغ شروع کی۔ لوکل لوگوں سے جب مسجد اور مشن ہاؤس بنانے کیلئے پلاٹ لینا چاہا تو ہر ایک نے جو قیمت بتائی وہ بہت زیادہ تھی۔ پوچھنے پر پتا چلا کہ ہمارے خلاف لوکل پادریوں نے ایک کمپین چلا رکھی ہے کہ کوئی ان کو مسجد بنانے کیلئے جگہ نہ بیچے کیونکہ یہ جادو کرتے ہیں اور ان کے پاس جن ہوتے ہیں اور قرآن کے ذریعے جس کو چاہیں قتل کردیں اور پتا بھی نہ چلے۔ اس خوف سے کوئی ہمیں مسجد بنانے کیلئے جگہ نہیں دے رہا تھا۔ اس پر معلمین نے گھر گھر جاکر ان لوگوں کے وسوسے ختم کیے۔ چند ماہ کے اندر ایک نوجوان نے اپنا ایک ایکڑ کا پلاٹ ہمیں دینے کی حامی بھرلی۔ اس سے جماعت نے پلاٹ لے لیا۔ اس نوجوان نے بتایا کہ اس مسجد کیلئے پلاٹ فروخت کرنے کے بعد بڑی برکت پڑی ہے۔ کہتا ہے کہ ایک آدمی جو کئی سالوں سے اسے قرض واپس نہیں کررہا تھا اور اس کی وجہ سے اس کے کئی کام رکے ہوئے تھے پلاٹ بیچنے کے چند دن کے بعد ہی خود ہی اس نے ساری رقم لوٹا دی اور میرے سارے قرض اس کی وجہ سے ادا ہو گئے۔ بہرحال اس بات سے متاثر ہو کر وہ اپنی فیملی سمیت احمدی ہوگیا۔ اسکے بعد کہتے ہیں ایسی ہوا چلی ہے قبول احمدیت کی کہ سینکڑوں لوگ اس علاقے میں سے بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوگئے ہیں اور وہاں ایک بڑی مسجد اور مشن ہاؤس بنانے کی بھی اللہ تعالیٰ نے جماعت کو توفیق دی۔

سوال: گیمبیا کے ایک گاؤں میں جب تبلیغی ٹیم نے احمدیت کا پیغام پہنچایا تو اس کے نتیجہ میں کیا ہوا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: گیمبیا کے مبلغ انچارج کہتے ہیں انکا ایک ضلع ہے ”نیامینا“ وہاں کے ایک گاؤں ہے میں ہماری تبلیغی ٹیم وہاں گئی۔ انہوں نے اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ امام مہدی علیہ السلام کی حقیقی اور خوبصورت تعلیمات بتائیں اور بیعت کی دس شرائط بھی ان کو پڑھ کے سنائیں۔ وہ دیہاتی لوگ دس شرائط بیعت سن کے حیران رہ گئے اور ان کی سمجھ میں آگیا کہ یہ تو حقیقی اسلام کی باتیں ہیں جس کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ گاؤں والوں نے یہ کہا کہ ہمارا یہ پہلا موقع ہے کہ ہم نے اسلام کی اتنی خوبصورت تعلیم اور شاندار تعلیم سنی ہے۔ ہمارے نام نہاد علماء سے تو ایسے خوبصورت پیغامات کوئی نہیں سن سکتا اور آخر انہوں نے یہ کہا کہ احمدیت ہی اصل اسلام ہے اور ہم جماعت میں شامل ہوتے ہیں اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ احمدیت ہی ہے جو انسانیت کو اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک طویل تبلیغی سوال و جواب کے سیشن کے بعد تمام لوگوں نے جن کی تعداد تقریباً دوسو کے قریب تھی بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کی۔

سوال: بعض لوگ جو غلط فہمی کی وجہ سے یا لوگوں کی باتوں میں آکر مخالفت کرتے ہیں ان کے تعلق سے حضور انور نے کون سا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مبلغ انچارج گیمبیا لکھتے ہیں کہ ضلع جمارا میں یہ ایک علاقہ ہے۔ وہاں نئی تعمیر ہونے والی مسجد کے دروازوں اور کھڑکیوں کیلئے شیشے خرید رہے تھے۔ تو جب شیشے کی کٹائی کیلئے ابوبکر سابالی صاحب ایک شخص ہیں جو اس کام کے ماہر تھے۔ ان کو بتایا کہ مسجد کیلئے شیشے خریدے گئے ہیں تو انہوں نے اپنی مزدوری کم کردی کہ یہ مسجد کیلئے کام ہے تو میں کم اجرت لیتا ہوں۔ کہتے ہیں جب شیشے لے کر ہم اس شخص کے ساتھ وہاں پہنچے جس نے شیشے لگانے تھے تو اتنے دوردراز علاقے میں خوبصورت مسجد دیکھ کر اس شخص کو بہت خوشی ہوئی لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ یہ احمدی مسلمانوں کی ایک مسجد ہے تو وہ بہت غصے میں آگیا اور اس نے شیشے توڑ دیے اور شیشے توڑنے کے دوران خود بھی بیچارہ زخمی ہوگیا لیکن اللہ تعالیٰ نے کس طرح اس کی راہنمائی کی۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے رات کو خواب میں اپنے آپ کو چیختے ہوئے دیکھا اور سمندر میں ڈوبتے ہوئے دیکھا اور جب اسے مدد کی کوئی امید نہ تھی تو اس نے ایک کشتی دیکھی جو اسے بچانے کیلئے آرہی تھی اور اس کشتی میں اس نے امیر جماعت اور اس مربی کو دیکھا۔ اگلی صبح جو جمعے کا دن تھا وہ مشن ہاؤس آیا اور بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوگیا۔

......☆......☆......☆......

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 26 اگست 2023ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر وغائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرم عبدالباسط ملک صاحب (Roehampton، یو.کے) ابن مکرم عبدالرحمٰن خان صاحب (درویش قادیان واسیر راہ مولیٰ)

24 اگست 2023ء کو 66 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کا تعلق کوئٹہ کے ایک مخلص احمدی گھرانے سے تھا اور خود بھی ایک باوفا اور مخلص انسان تھے۔ آپ کو کوئٹہ مسجد کے واقعہ میں اسیر راہ مولیٰ ہونے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ جماعتی کاموں میں پیش پیش رہتے تھے۔ 1999ء میں یوکے شفٹ ہوگئے اور روہیمپٹن جماعت کی عاملہ کے ممبر رہے۔ خلافت سے والہانہ عقیدت اور اطاعت کا گہرا تعلق تھا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم مرتضیٰ احمد صاحب (مربی سلسلہ ریویو آف ریلیجنز) کے خسر تھے۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ ارشاد بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا خان صاحب (سسکاٹون، کینیڈا)

5 فروری 2023ء کو 84 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ 2012ء میں اپنے بیٹے کے پاس کینیڈا شفٹ ہوگئیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، غریب پرور، خلافت سے مضبوط تعلق رکھنے والی ایک نیک سیرت مخلص خاتون تھیں۔ ایک یتیم بچی کی کفالت بھی کی۔ آپ جماعت کے ساتھ اور خلافت کے ساتھ خاص محبت کا تعلق رکھتی تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ اور قرآن مجید کی تلاوت میں باقاعدہ تھیں۔ غریب لوگوں کا ہمیشہ خیال رکھتی تھیں۔ مالی قربانی میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں اور اپنے چندہ جات اولین طور پر ادا کرتیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔

(2) مکرم چوہدری نعیم احمد صاحب ابن مکرم چوہدری فضل احمد صاحب (کینیڈا)

11 اگست 2023ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے پڑدادا مکرم خیر دین صاحب کے ذریعہ سے آئی جنہوں نے 1913ء میں بیعت کی تھی۔ آپ کے والد مکرم چوہدری فضل احمد صاحب واقف زندگی تھے اور سندھ میں جماعت کی اسٹیٹس میں بطور مینیجر خدمت بجا لاتے رہے۔ مرحوم چھوٹی عمر سے ہی پنجگانہ نمازوں اور تہجد کے پابند اور ایک دعا گو مخلص انسان تھے۔ خلافت سے بے پناہ محبت اور عقیدت تھی۔ آپ کو پہلے حیدرآباد پاکستان میں مختلف حیثیتوں سے جماعت کی خدمت کی توفیق ملی اور پھر 1990ء سے اب تک کینیڈا میں دفتر وصیت میں خدمت کرتے رہے۔ آپ نے اپنی اولاد در اولاد کو نمازوں کی اہمیت، جماعت سے مضبوط تعلق اور ہر مالی تحریک میں بڑھ چڑھ کر شامل ہونے کی عادت ڈالی۔ مرحوم موصی تھے۔

(3) مکرمہ شفقت ناصر صاحبہ اہلیہ مکرم قاضی ناصر احمد صاحب (حلقہ محمد نگر، لاہور)

26 مارچ 2023ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت نجم الدین صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑپوتی اور حضرت قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری کی بھتیجی تھیں۔ مرحومہ نے سیکرٹری مال لجنہ اماء اللہ اور محاسبہ ضلع لاہور کے طور پر بہترین رنگ میں خدمت کی توفیق پائی۔ کچھ عرصہ جرمنی میں مقیم رہیں اور وہاں بھی مختلف شعبوں میں خدمت بجالاتی رہیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، چندوں میں باقاعدہ، غریب پرور ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(4) مکرم بابر عزیز باجوہ صاحب ابن مکرم عزیز احمد باجوہ صاحب (جرمنی)

3 اگست 2023ء کو 43 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کا آبائی تعلق چک نمبر 312 ج ب کتھووالی گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ سے تھا۔ آپ بہت سادہ مزاج، صابروشاکر، خاموش طبیعت، دھیما لہجہ رکھنے والے، نرم گفتار، خوش مزاج، بڑوں کا ادب اور چھوٹوں سے محبت کا سلوک کرنے والے، غریبوں کے ہمدرد اور ضرورتمندوں کی خاموشی سے مدد کرنے والے انسان تھے۔ کبھی کسی سے کوئی گلہ شکوہ نہیں کیا۔ دینی اور دنیاوی علوم میں ذاتی مطالعہ کے علاوہ سیاسی وجغرافیائی حالات حاضرہ پر تجزیہ کرنے کی نمایاں دسترس رکھتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم لقمان احمد کشور صاحب (انچارج شعبہ وقف نو مرکزیہ یوکے) کے خالہ زاد بھائی تھے۔

(5) مکرمہ سرداراں بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم ملک غلام نبی اعوان صاحب (ربوہ)

14 اگست 2023 کو 93 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ نے بیوگی کا طویل عرصہ بہت صبر و ہمت سے گزارا اور اپنے 7 بچوں کی پرورش اور تربیت بہت عمدہ رنگ میں کی۔ مرحومہ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم ملک محمد افضل صاحب معاون ناظر دفتر وصیت ربوہ کی دادی تھیں۔

(6) مکرم احمد البراقی صاحب (سیریا)

14 اگست 2023ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کو 1987ء میں دمشق کی نواحی بستی حوش عرب میں مکرم محمد منیر ادلبی صاحب کے ذریعہ جماعت کا تعارف حاصل ہوا اور پھر فوراً ہی بیعت کرلی۔ مرحوم پنجوقتہ نمازوں کے پابند ایک سچے مخلص اور بہادر آدمی تھے اور احمدیت سے گہرا تعلق تھا۔ ان کے ذریعہ انکے اہل خانہ، رشتہ داروں، دوستوں اور جاننے والوں کی ایک کثیر تعداد نے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ آپ صائب الرائے اور کھری بات کرنے والے انسان تھے۔ مرحوم بہت ایماندار، سخی، مہمان نواز اور فیاض تھے۔ غریبوں کی چھپ چھپ کر مدد کیا کرتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

Our Moto
Your
Satisfaction
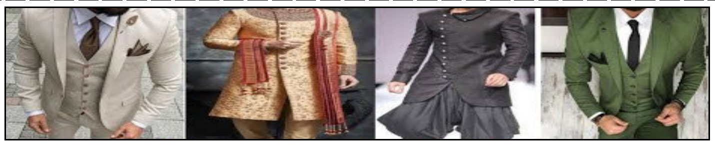
MUBARAK TAILORS
کوٹ پینٹ، شیروانی، شلوار قمیض اور vase coat کی سلائی کیلئے تشریف لائیں
Prop. : Hifazat, Sadaqat (Delhi Bazar, Shop No.33) Qadian
Contact Number : 9653456033, 9915825848, 8439659229

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 72 Thursday 2-9 - November - 2023 Issue. 44-45

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

کیا ان مخالفین کی پھونکوں سے یہ چراغ بجھ سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے جلایا ہوا ہے

جتنا چاہیں زور لگالیں ناکامی اور نامرادی ہی مخالفین کا مقدر ہے اور جماعت دنیا کے ہر کونے میں قربانیوں کی مثالیں قائم کرتے ہوئے ترقی کرتی چلی جارہی ہے

یہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی آغوش میں آئے ہوئے لوگ ہیں جو ایمان و یقین اور قربانی میں مثالیں قائم کرنے کی کوشش کررہے ہیں

تحریک جدید کے 89 ویں سال کے اختتام اور 90 ویں سال کے آغاز کا بابرکت اعلان

فلسطینیوں کو دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں انہیں نہ بھولیں، عورتیں اور بچے جس ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں اللہ تعالیٰ جلد ان کی رہائی کے سامان فرمائے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 3 نومبر 2023ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی: لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ۬ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ ترجمہ: تم ہرگز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم ان چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو تو یقیناً اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا ہے کہ نیکی کے اعلیٰ معیار اس وقت ہی حاصل ہوتے ہیں جب تم خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے اس کی راہ میں وہ خرچ کرو جس سے تم محبت کرتے ہو۔ اس کی وضاحت فرماتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم حقیقی نیکی کو جو نجات تک پہنچاتی ہے ہرگز پا نہیں سکتے بجز اس کے کہ تم خدا تعالیٰ کی راہ میں وہ مال اور وہ چیزیں خرچ کرو جو تمہاری پیاری ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: یہ جماعت پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے، ہر احمدی پر احسان ہے جس نے اس بات کو سمجھا اور اس نے اپنا مال دین کے راستے میں خرچ کرنے کیلئے پیش کیا۔ باوجود اپنی ضروریات کے افراد جماعت کی ایک بڑی تعداد اپنا مال دینی ضرورت کیلئے پیش کرتی ہے۔ ہزاروں مثالیں ایسی ہیں جو اپنی ضروریات کو پس پشت ڈال کر دینی ضروریات کیلئے اپنی قربانیاں پیش کرتے ہیں۔ آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کے معاشی حالات عموماً خراب سے خراب تر ہوتے چلے جارہے ہیں اس کے باوجود احمدی اپنی مالی قربانی میں آگے ہی بڑھتے چلے جارہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: نومبر کے پہلے خطبہ میں جیسا کہ احباب جانتے ہیں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان ہوتا ہے تو تحریک جدید کے حوالے سے ہی میں بعض واقعات پیش کروں گا۔ صدر لجنہ لاہور نے مجھے لکھا کہ ایک مجلس میں مجھے تحریک جدید کے چندے کی طرف توجہ دلانے کیلئے کہا گیا اوسط درجہ لوگوں کی مجلس تھی۔ میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ کس طرح بڑھ بڑھ کر عورتوں نے اپنی قربانیاں پیش کی ہیں۔ نقد اور زیور کی صورت میں کئی لاکھ روپے دے دیئے۔

حضور انور نے فرمایا: اسی طرح وکیل المال اول کی رپورٹ ہے کئی صفحوں کی ان خواتین کی جنہوں نے اپنے زیور پیش کئے۔ صرف ایک ملک میں نہیں بلکہ ان مغربی ممالک میں بھی ایسی عورتیں ہیں جو اپنے زیور دیتی ہیں بلکہ تمام زیور چندے میں دے دیتی ہیں۔ پھر نیا بناتی ہیں تو پھر چین نہیں آتا پھر وہ زیور چندے میں دے دیتی ہیں کیونکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ابدی اور دائمی خوشی حاصل کرنا چاہتی ہیں جو قربانی کے بغیر نہیں ملتی۔

حضور انور نے فرمایا: پھر غریب لوگ ہیں جو اپنے پیٹ کاٹ کر چندہ دیتے ہیں۔ فرمایا: ساتھ ہی میں ان امیر لوگوں سے بھی کہوں گا کہ وہ بھی اس سے سبق سیکھیں اور اپنی قربانیوں کے معیار کو بڑھائیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا تھا کہ غریب لوگ تو ایسے بھی ہیں جو اپنی ایک مہینے کی آمد کا پینتالیس فیصد تک دے دیتے ہیں۔ لیکن امیر لوگ صرف ڈیڑھ فیصد دیتے ہیں۔ پس اس لحاظ سے خوشحال لوگوں کو بھی اپنے جائزے لینے چاہئیں۔

فرمایا: گنی بساؤ کے محمود صاحب موٹر سائیکل مکینک ہیں ان کو مشنری صاحب نے چندہ تحریک جدید کی تحریک کی تو انہوں نے اپنی جیب میں جتنی بھی رقم تھی سب دے دی جو کہ دس ہزار فرانک سیفہ تھی۔ بہو نے ان سے کھانا پکانے کیلئے پیسے مانگے تو محمود صاحب نے بہو کو کہا کہ آپ صبر کریں۔ محمود صاحب اس پریشانی میں تھے کہ بہو کو کس طرح خرچ دیں۔ اتنے میں گورنمنٹ کے ایک دفتر سے فون آیا کہ آپ دفتر آجائیں۔ جب وہاں پہنچے تو انہوں نے کہا کہ آپ نے گذشتہ سال ہماری موٹر سائیکلوں کی مرمت کی تھی جس کی رقم ہم نے آپ کو ادا نہیں کی تھی اور ایک لاکھ نوے ہزار فرانک سیفہ کا چیک ان کو دیا۔ چیک وصول کرنے کے بعد محمود صاحب فوراً اپنے گھر آئے اپنی بہو اور باقی گھر والوں کو بلا کر کہا کہ دیکھو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی برکتیں۔ جس رقم کی مجھے امید بھی نہیں تھی وہ میرے رب نے مجھے دلوادی۔

فجی کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک دوست ہیں اشفاق صاحب۔ انہوں نے سفر کے دوران میرا تحریک جدید کا پچھلا خطبہ سنا اور جو میں نے واقعات بیان کئے تھے وہ سنے۔ کہتے ہیں کہ ان واقعات کا ان پر بڑا اثر ہوا اور دوران سفر گاڑی چلاتے ہوئے سیکرٹری تحریک جدید کو فون کیا کہ میرا تحریک جدید کا چندہ دوگنا کردیں۔ یہ بزنس کرتے ہیں۔ جب بزنس کی سالانہ مالی رپورٹ تیار ہوئی تو اس سال ان کا منافع بھی دوگنا تھا۔ جس پر وہ بیان کرتے ہیں کہ میرا یقین ہے کہ یہ دوگنا منافع ہماری محنت اور کوششوں سے نہیں ملا بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے چندے کو دوگنا کرنے کی وجہ سے ملا ہے۔

تنزانیہ کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ وہاں کی ایک جماعت کے ایک شخص ہیں محمد ثانی صاحب۔ نوکری کر رہے تھے کمپنی کو مالی نقصان ہوگیا۔ اس وجہ سے مالک نے کہہ دیا کہ تمام کارکنان کی تنخواہوں میں سے کٹوتی ہوگی۔ اس پر انہیں بہت دکھ ہوا۔ چندہ تحریک جدید کی ادائیگی کا آخری مہینہ تھا۔ جب ان سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ کرتے ہوئے اپنا وعدہ مکمل کردیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اگلے ہی دن ان کے مالک کا فون آیا کہ ان کی تنخواہ میں سے کٹوتی نہیں ہوگی چنانچہ دیگر ساتھیوں کی تنخواہوں میں کٹوتی ہوئی لیکن ان کی تنخواہ مکمل وصول ہوئی۔ محمد ثانی صاحب کہتے ہیں کہ میرے چندہ تحریک جدید ادا کرنے کی وجہ سے ایسا ہوا۔

تنزانیہ کے امیر صاحب کہتے ہیں شیانگا جماعت کی مریم صاحبہ ہیں۔ معلم تحریک جدید نے بقایا کی طرف توجہ دلائی۔ کہتی ہیں گھر کے استعمال کیلئے اس وقت میرے پاس صرف دس ہزار شلنگ تھے وہ میں نے چندے میں ادا کر دیئے۔ پھر اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اسی دن اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک لاکھ شلنگ لوٹا دیئے اور وہ بھی کہتی ہیں سب چندے کی برکات ہیں۔

گنی بساؤ سے ایک نومبائع ہیں عثمان صاحب۔ ان کی زندگی میں بہت ساری معاشی مشکلات تھیں۔ جو بھی کاروبار کرتے کامیابی نہیں ملتی تھی۔ اس پریشانی میں وہ رات کو سوئے۔ کہتے ہیں مجھے آواز آئی کہ عثمان اپنا چندہ باقاعدگی سے ادا کیا کرو۔ صبح ہوتے ہی عثمان صاحب مشنری کے پاس آئے اور اپنی خواب سنائی۔ جس پر مشنری نے انہیں تحریک جدید اور دیگر چندہ جات کے بارے میں بتایا جس پر عثمان صاحب نے فوراً تحریک جدید کا چندہ ادا کیا۔ اپنے تمام چندہ جات کی فہرست بنائی اور باقاعدگی سے اپنے چندے ادا کرنے شروع کردیئے۔ عثمان صاحب کہتے ہیں کہ جب سے انہوں نے اپنے تمام چندے باقاعدگی سے ادا کرنے شروع کئے ہیں تب سے اللہ تعالیٰ نے ان کے ہر کاروبار میں برکت عطا فرمائی ہے اور تمام گھریلو پریشانیاں بھی دور ہوگئی ہیں۔ اب یہ ان کا پختہ یقین ہے کہ یہ سب تحریک جدید اور دوسرے چندوں کی ادائیگی کی برکات ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پوری دنیا سے تحریک جدید میں احمدیوں کی مالی قربانی کے ایمان افروز واقعات بیان فرمائے جن میں حضور انور نے نومبائعین کی مالی قربانیوں کے واقعات بھی بیان فرمائے۔ ایک نومبائع کی مالی قربانی کا واقعہ بیان کرنے بعد حضور انور نے فرمایا: پھر دیکھیں کیسے اللہ تعالیٰ نے نومبائعین کے دل میں جماعت کی خاطر قربانی کی تحریک پیدا کی اور پھر نواز بھی رہا ہے۔ کیا ان مخالفین کی پھونکوں سے یہ چراغ بجھ سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے جلایا ہوا ہے۔ جتنا چاہیں زور لگالیں ناکامی اور نامرادی ہی مخالفین کا مقدر ہے اور جماعت دنیا کے ہر کونے میں قربانیوں کی مثالیں قائم کرتے ہوئے ترقی کرتی چلی جارہی ہے۔ تحریک جدید حضرت مصلح موعود نے شروع ہی اس وجہ سے کی تھی کہ جماعت کے خلاف ہر طرف سے شورش تھی حتی کہ حکومت کے افسران بھی مخالفین کی پشت پناہی کررہے تھے تحریک جدید کا مقصد ہی یہ تھا کہ تبلیغ کرکے جماعت کو بڑھایا جائے اور دنیا کے ہر ملک میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کا جھنڈا لہرایا جائے۔ پس یہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی آغوش میں آئے ہوئے لوگ ہیں جو ایمان و یقین اور قربانی میں مثالیں قائم کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب میں نئے سال کا اعلان کرتا ہوں تحریک جدید کا نواسیواں 89 سال 31 اکتوبر کو اختتام پذیر ہوا اور اب 90 واں سال شروع ہوگیا۔ اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت عالمگیر کو 17.20 ملین پاؤنڈ کی قربانی پیش کرنے توفیق ملی۔ الحمد للہ۔ اور گذشتہ سال سے سات لاکھ انچاس ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے باوجود دنیا کے معاشی حالات کے۔ جماعت جرمنی اس دفعہ بھی دنیا بھر کی جماعتوں میں پہلے نمبر پر ہے۔ پھر برطانیہ ہے پھر کینیڈا ہے یہ تیسرے نمبر پر آگئے ہیں اب۔ امریکہ چوتھے نمبر پر چلا گیا ہے۔ پانچویں نمبر پر مڈل ایسٹ کی جماعتیں ہیں چھٹے نمبر پر بھارت ہے ساتویں پہ آسٹریلیا ہے آٹھویں پہ انڈونیشیا ہے۔ نویں پر پھر یہاں مڈل ایسٹ کی ایک جماعت ہے اور دسویں پہ گھانا ہے یہاں بھی کرنسی بہت زیادہ ڈی ویلیو ہوئی ہے لیکن اس کے باوجود گھانا نے اپنی دسویں پوزیشن اس سال بھی برقرار رکھی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: انڈیا کے جو دس صوبہ جات ہیں ان میں نمبر ایک پہ کیرالہ پھر تامل ناڈو، کرناٹک، تلنگانہ، جموں اور کشمیر، اڈیشہ، پنجاب، بنگال، دہلی، مہاراشٹرا۔

قربانی کے لحاظ سے انڈیا کی دس جماعتیں اس طرح ہیں: کوئمبٹور، قادیان، حیدرآباد، کالی کٹ، منجیری، میلاپالم، بنگلور، کولکاتہ، کرولائی، کیرنگ۔

اللہ تعالیٰ ان سب قربانی کرنے والوں کے اموال و نفوس میں برکت عطا فرمائے اور پہلے سے بڑھ کر قربانیاں دینے والے ہوں یہ لوگ۔

فلسطینیوں کو دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں انہیں نہ بھولیں، عورتیں اور بچے جس ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں اللہ تعالیٰ جلد ان کی رہائی کے سامان فرمائے۔ ☆☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad